بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۲۰ — شمارہ ۱۳

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

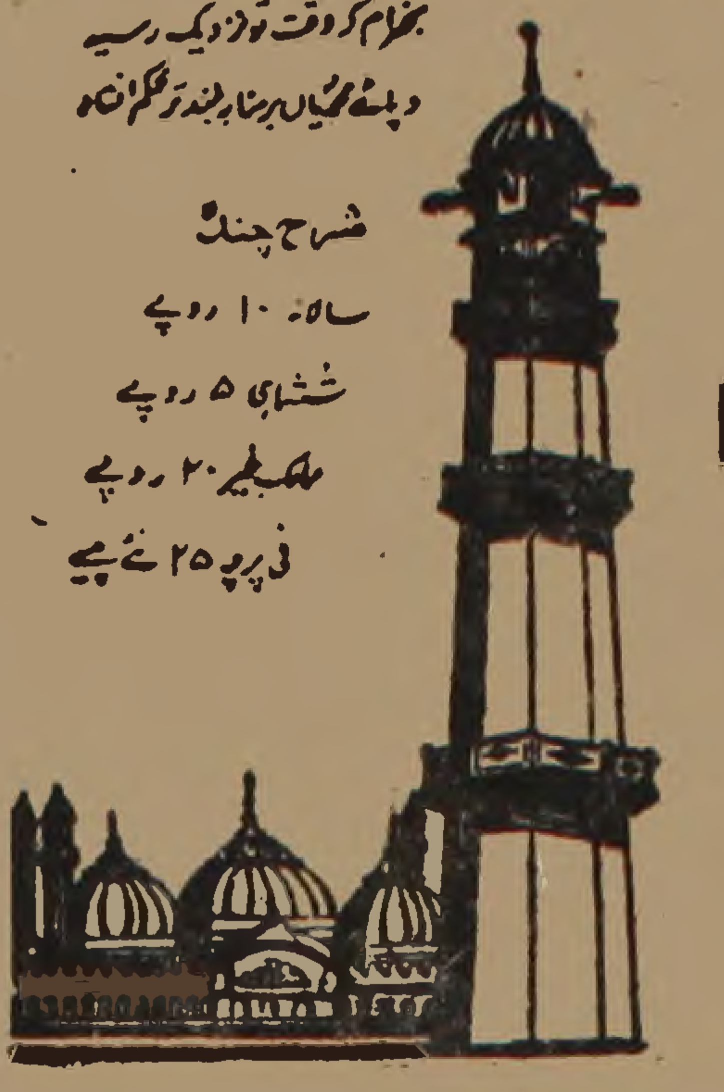

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۹ر امان (مارچ) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق بذریعہ ڈاک آمدہ اطلاعات بتفصیل ذیل ہیں:۔

ربوہ ۲۲ر مارچ ۔ (بوقت شام) حضور ایدہ [illegible] کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے [illegible]۔

۲۳ر مارچ ۔ (بوقت شام) گزشتہ رات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو [illegible] کی تکلیف ہو گئی۔ اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔

۲۴ر مارچ ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے [illegible]۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے بہت [illegible] الحاح سے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور حضور کا عہدِ خلافت احمدیت کی زیادہ سے زیادہ ترقی و سربلندی کا باعث بنتا چلا جائے آمین۔

قادیان ۲۹ر امان (مارچ) محترم صاحبزادہ [illegible] وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (باقی دیکھئے کالم [illegible] صفحہ ہٰذا)

۴ر صفر ۱۳۹۱ ہجری — یکم شہادت ۱۳۵۰ ہش — یکم اپریل ۱۹۷۱ء

مسجد محمود زیورچ ۔ یورپ کی قابلِ رشک عبادت گاہ

خوبصورتی، نزاکت اور پائیداری کا دلکش نمونہ ۔ فنِ تعمیر کا بہترین شاہکار

دہلی کے نامور اخبار "پیڈم" کے مدیر اور صدر کونسل اردو اخبارات ہند مسٹر رفیق الدین صدیقی کے تاثرات

دہلی کے مؤقر اخبار "پیڈم" کے مدیر اور ہندوستان کے تمام چھوٹے اور درمیانی قسم کے اُردو اخبارات کی کونسل کے صدر جناب رفیق الدین صاحب صدیقی نے اپنے حالیہ دورہ یورپ کے دوران احمدیہ مسلم مشن زیورچ کی نوتعمیر "مسجد محمود" کا بھی معائنہ کیا۔ واپسی پر موصوف نے "پیڈم" مجریہ یکم مارچ ۱۹۷۱ء میں اپنے جن قلبی تاثرات کا اظہار فرمایا ہے ہم انہیں ہفت روزہ آزاد نوجوان مدراس کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں نقل کرتے ہیں ——— ایڈیٹر۔

سوئزرلینڈ دُنیا کے حسین ترین خطوں میں سے ایک ہے۔ زیورچ سوئزرلینڈ ہی کا ایک نہایت حسین وخوبصورت شہر ہے۔ اپنے حالیہ دورہ کے درمیان زیورچ سے بھی میرا گزر ہُوا۔ اور وہاں کی خوبصورت عبادت گاہ مسجد محمود میں بھی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ مذکورہ مسجد جدید فنِ تعمیر کا ایک بہترین اور دلکش نمونہ ہے۔ خوبصورتی۔ نزاکت اور پائیداری تینوں صفات بیک وقت اس تعمیر کو حاصل ہیں۔ امام صاحب مسجد کی رہائش۔ نمازیوں اور مہمانوں کے جملہ آرام وآسائش اور ضروریات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ یہی وہ اُمور ہیں جن کے پیشِ نظر اس ماڈرن تعمیر کو فن کاری کا ایک بہترین نمونہ کہا جائے گا۔ سادگی، پرکاری، دلفریبی، پائیداری، خوبصورتی اور نزاکت جملہ اعتبار سے مذکورہ مسجد ایک بہترین تعمیری شاہکار ہے۔ احمدیہ فرقہ کے معتقدین نے دِل کھول کر اس تعمیر پر معقول دولت صرف کی ہے۔ **مولانا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ساکن ربوہ مغربی پاکستان** اس تعمیر کے رُوح رواں ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں آپ ہی کے مبارک ہاتھوں سے اس مسجد کا افتتاح ہُوا۔ جناب مولوی مشتاق احمد باجوہ اڈوکیٹ اس عبادت گاہ میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

باجوہ صاحب نہایت پُرخلوص مہمان نواز انسان ہیں۔ انگریزی، اُردو۔ اور عربی کے جیّد عالم ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر کئی زبانوں پر بھی خاصہ عبور رکھتے ہیں۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ قانون کے گریجوایٹ ہیں۔ مزاج کی سادگی آپ سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ آپ قدیم وسادہ وضع وقطع کے حامل ہیں۔ اور قدامت پسندی میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔

مگر یہ بات یہاں خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ امام موصوف کا طرزِ معاشرت نہایت بلند اور سوئزرلینڈ کے شایانِ شان ہے۔ اعلیٰ قسم کا فرنیچر رہائش گاہ و مہمانوں کے قیام کے کمرہ کی رہائش و زیبائش واضح طور پر اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ آج کے ترقی پسند سائینٹفک دور میں ایک عبادت گاہ کے امام کا طرزِ معاشرت کیسا ہونا چاہیئے۔ اور اس کو کس قدر سہولیات اور مراعات اور اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ یقیناً ہم ہندوستانی مسلمانوں کو باجوہ صاحب امام موصوف کے اعلیٰ طرزِ معاشرہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور حقیقت پر غور کرنا چاہیئے کہ ہندوستان میں مساجد کے امام صاحبان کو بھی ممکن سہولیات اور مراعات بہم پہنچائی جانی چاہئیں۔ تاکہ وہ اپنے مستقبل کو بھی روشن بنا سکیں اور دینی و تبلیغی کاموں میں بھی حوصلہ مندی سے اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

میں قادیانی فرقہ کے دوستوں اور عقیدت مندوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے **مسجد محمود** جیسی قابلِ رشک عبادت گاہ یورپ میں تعمیر کرکے اسلام کے نام کو روشن کیا ہے۔

(بحوالہ "پیڈم" مورخہ یکم مارچ ۱۹۷۱ء صفحہ ۱)
(منقول از آزاد نوجوان مدراس مجریہ ۱۳ر مارچ ۱۹۷۱ء)

بقیہ اخبارِ احمدیہ

مع بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں البتہ محترمہ بیگم صاحبہ کو چند دن تبدیلیٔ [illegible] کی تکلیف ہو گئی تھی [illegible] اور شدید درد رہی۔ اب افاقہ ہے۔

احباب سیّدہ صاحبہ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے دُعا فرماویں۔

قادیان ۲۹ر امان (مارچ) حضرت [illegible] عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ بخیریت سے ہیں۔

الحمد للّٰہ

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم شہادت ۱۳۵۰ ہش

خدمت و اشاعتِ دین کا یہ بے مثال جذبہ!

حال ہی میں ہمیں بنارس سے شائع ہونے والے ایک ماہنامے کا پرچہ ماہ نومبر ۱۹۷۰ء دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس میں ایک مخالفانہ مضمون کے ذریعہ عامۃ المسلمین کو جماعتِ احمدیہ سے بدظن کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ مگر قدرتِ حق کا عجیب کرشمہ ملاحظہ ہو کہ اس بھرپور کوشش کے باوجود مضمون کے آغاز ہی میں جو ابتدائی نوٹ لکھا قدرتِ الٰہی نے مضمون نگار ہی کے قلم سے ایسی بات لکھوا دی جس سے دیگر مسلمانوں کے مقابل پر جماعتِ احمدیہ کے اندر خدمت و اشاعتِ دین کے بیمثال جذبہ کے پائے جانے کا حسرت بھرے الفاظ میں صاف اعتراف کر لیا گیا ہے۔ لکھا ہے:-

"حسرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ قادیانیوں میں اپنے باطل مذہب (؟) کی اشاعت کا اتنا جذبہ ہے اس کے مقابلے میں مسلمانوں میں اپنے دینِ حق کی اشاعت کا جذبہ مفقود ہے مسلمانوں کی بے حسی اور بے حمیتی کا تو یہ حال ہے کہ آریہ سماجی قرآن مجید اور اللہ و رسول کی علانیہ ہتک و توہین کرتے ہیں اور ان میں جواب کی اشاعت تک کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت کریں۔"

(انوارِ اسلام بنارس بابت ماہ نومبر ۱۹۷۰ء)

مضمون نگار نے بعد کے سارے مضمون میں احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے کفر کے فتوے دے کر دل خوش کر لیا ہے۔ مگر اس بات کا جائزہ نہیں لے سکے کہ آخر وہ لوگ جو اُن کے خیال میں پکے مسلمان ہیں ان میں ایسی "بے حسی اور بے حمیتی" کیوں پیدا ہوئی اور ان میں دینِ حق کی خدمت و اشاعت کا جذبہ کیوں مفقود ہوا؟ حالانکہ یہی تو وہ واضح علامت تھی پکے اور سچے مسلمان ہونے کی ــــ علاوہ ازیں یہ لوگ اہلِ حق ہوتے ہوئے غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت کے لئے کیوں عملی قدم اُٹھانے سے گریزاں ہیں؟

غور کا مقام ہے کہ آخر احمدیوں میں خدمت و اشاعتِ دین کا جو جذبہ امتیازی رنگ میں مخالفین تک کو نظر آ رہا ہے۔ عامۃ المسلمین سے لیکر حضرات علماء تک۔ اس سے محروم اور بے نصیب کیوں ہیں؟ اس کی تہہ میں وہ کونسی بات کارفرما ہے؟ اور عجیب بات ہے کہ مضمون نگار کی نگاہ میں احمدی نعوذ باللہ باطل مذہب پر ہونے کے باوجود اُس بے مثال جذبہ سے سرشار ہیں۔ اور اُن کا عملی کردار یہ ہے کہ نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ دور دراز دنیا کے کناروں تک تبلیغِ اسلام کے لئے مخلص خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور ان کی ایسی مساعی بارآور ہو رہی ہیں۔ اور ہزاروں ہزار نفوس ہر سال حلقہ بگوشِ اسلام ہو رہے ہیں ــــ اسی جذبۂ ایثار و قربانی کا نتیجہ ہے کہ قرآنِ مجید کے تراجم متعدد زبانوں میں شائع ہو کر ان کے علاقوں میں بسنے والوں کی اپنی زبانوں میں کلام اللہ کے پڑھنے اور سمجھنے کے سامان کئے جا رہے ہیں۔ پھر ہزاروں ہزار میل کی مسافت طے کر کے احمدی مبلغین ہر قسم کے ناموافق حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اُن تک نورِ اسلام پہنچانے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ ایسا تغیرِ عظیم دیکھتے ہوئے بھی بنارس کے یہ مولوی صاحب احمدیت کے آفتابِ صداقت پر پردہ ڈال دینا چاہتے ہیں۔ لیکن جس رفتار سے [illegible] اب ساری دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور جس محبت اور الفت کے ساتھ احمدی مبلغین کی باتوں کو سُنا اور سمجھا جانے لگا ہے۔ یہ بنارس کے مولوی صاحب کیا ساری دُنیا کے مولوی صاحبان بھی مخالفت میں پورا زور لگا دیں [illegible] اس زبردست رَو کو بند نہیں کر سکیں گے۔ جو احمدیت [illegible] آسمان سے جاری ہوئی ہے۔

بنارس کے مضمون نگار کو تو [illegible] نہیں ملی۔ آئیے ہم قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں حقیقتِ امر آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ع

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات!

سب سے پہلے ہم بخاری شریف کی حدیث پر غور کرنے کی درخواست کرتے ہیں جو [illegible] امام بخاری [illegible] ابوہریرہؓ کی روایت سے ان الفاظ میں درج ہے:-

قال کنا جلوسا عند النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فاُنزلت علیہ سورۃ الجمعۃ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم قال، قلتُ مَن ھم یا رسول اللہ فلَم یُراجعہُ حتیّ سأل ثلاثا وفینا سلمان الفارسی وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یدہٗ علی سلمان ثُمّ قال لو کان الایمان عند الثریّا لنالہ رجال او رجل من ھٰؤلاءِ۔

(بخاری مصری جلد ۳ ابواب التفسیر سورۃ الجُمعہ)

لیجئے ایک ہی روایت میں آپ کے سامنے قرآن کریم اور حدیث نبوی کی پختہ بات پیش ہے۔ پہلے نمبر پر مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ ــــ "لو کان الایمان عند الثریا" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ اُمتِ محمدیہ پر ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب اُن کے دلوں سے ایمان جاتا رہے گا۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حقیقت ترجمان نے استعارہ کے رنگ میں ثریا ستارے پر چلے جانے سے تعبیر فرمایا۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر "لنالہ رجال او رجل" کے الفاظ اس فکر اور تشویش کو ڈھارس دیتے ہیں جو پہلے حصۂ کلام سے پیدا ہوئی تھی کہ کوئی بات نہیں اگر افرادِ اُمت کی ایمانی حالت اس حد تک گر جانے والی ہے تو اس موقع پر خدا کی رحمت بھی اس طرح جوش میں آجائیگی کہ ثریا پر گئے ایمان کو پھر سے لانے کے سامان ہو جائیں گے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسی کی طرف اشارہ کر کے ــــ "رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ ھٰٓؤُلَاءِ" کے الفاظ سے اس خبر کو مزید تقویت پہنچائی کہ ایمان کی نعمت سے مالا مال کرنے والے فارسی الاصل جواں مردوں کا یہ کارنامہ ہوگا۔

اب اس تکوینی دلیل کے ساتھ جو آیتِ کریمہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی گویا جامع تفسیر ہے اس زمانہ کے مسلمانوں کی حالت پر نظر کریں، اُن کے دینی و اخلاقی کردار کا تجزیہ کریں۔ اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کا جائزہ لیں، آپ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک بجز احمدیہ جماعت کے دیگر سبھی اسلامی فرقوں میں جس اہم بات کا شدید فقدان نظر آئے گا وہ یہی ایمان ہے جس کے ثریا ستارے پر چلے جانے کا ذکر حدیث میں ہوا۔ آج نام کے مسلمان تعداد میں تو کروڑوں کروڑ مل جائیں گے۔ مگر جس ایمان کے نتیجہ میں مسلمان کی عملی حالت اس کے کردار سے نظر آجایا کرتی تھی ان کا بیشتر حصہ اس سے محروم اور بے نصیب ہے۔

اب آئیے احمدیہ جماعت کو دیکھ لیجئے امام مہدی آئے اور اُن کے آنے کا یہی وقت تھا۔ اسلام کو اُن کی اسی زمانہ میں ضرورت تھی۔ اسلام کی کشتی ایسے ہی کھوّیے کی محتاج تھی۔ جس خدا نے قرآن کریم میں یہ وعدہ کیا تھا کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ

اسی نے اسلام کی حفاظت اور اس کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اُس جوانمرد کو بھیج دیا جس کے آنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دے رکھی تھی۔ ایک طرف زمانہ کے حالات اور وقت کی نزاکت۔ امتِ محمدیہ کی ایمانی خستہ حالی پکار پکار کر اس بطلِ جلیل کی ضرورت ظاہر کر رہی ہے تو دوسری طرف جس برگزیدہ بندے نے اس منصب اور مقام پر فائز ہونے کا دعویٰ کیا اس کا اپنا پاک نمونہ اور پھر اس کے بعد اس کے ذریعہ قائم ہونے والی برگزیدہ جماعت کا عملی کردار ایک دنیا کے سامنے ہے۔ دیکھئے! خدا کی نصرت اور تائید کس کے شاملِ حال ہے۔ آپ لوگوں کے خیال میں احمدیت نعوذ باللہ باطل مذہب ہے۔ تو کیا خدا کو بھی نعوذ باللہ غلطی لگ گئی کہ آپ ایسے حق پرستوں کو تو تائیدِ الٰہی سے کچھ بھی حصہ نہ مل سکا۔ اور ہر موقعہ پر خدا اُن لوگوں ہی کی تائید و نصرت کرتا چلا آیا جو بقول آپ کے حق پر نہ تھے۔ یہ اُلٹی گنگا کیوں بہنے لگی؟ سوچئے! کہیں غلطی آپ ہی کے اندازِ فکر میں تو نہیں؟ کہیں آپ کا اپنا موازنہ ہی تو غلط نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء ایک بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہیں۔ عامۃ المسلمین سچے ایمان سے محروم ہیں۔ اُن کے دلوں میں ایسا تازہ اور زندہ ایمان بھر دینا جو اُن کی عملی زندگی کی کایا پلٹ دے یہ علماءِ وقت کے بس کا روگ نہیں، اگر اُن سے اس کا مداوا ممکن ہوتا تو اس کا کچھ تو اثر کسی جگہ نظر آیا ہوتا ــــ کیا بنارس کے مولوی صاحب کے لئے اظہارِ حسرت کے ساتھ عبرت کا مقام نہیں کہ مسلمانوں کے قائد ہوتے ہوئے اُن کو ایمان کی صحیح راہ کی طرف لے جانے میں بُری طرح فیل ہو رہے ہیں جبکہ خود علماء کی اپنی حالت بھی کچھ تسلی بخش نہیں ع

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

احمدیوں کو خدا تعالےٰ نے امام مہدی کی شناخت کے بعد ایسا زندہ اور تازہ ایمان بخشا جس سے اُن کے دلوں کی کایا پلٹ گئی۔ ان میں ایسی قوتِ عملیہ پیدا ہوئی جس نے ہر قسم کی جانی و مالی قربانیوں کو اُن پر آسان کر دیا۔ اور آج ہر احمدی خدا کے دین کے لئے اپنے مال اور جان کو قربان کرتے ہوئے ایک خاص رُوحانی لذّت اور سرور پاتا ہے۔ یہ وہی صورتِ حال ہے جس کا پاک نمونہ اسلام کے صدرِ اوّل میں مشاہدہ کیا جا چکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور آپؐ کے انفاسِ قدسیہ

(باقی دیکھئے صلا پر)

خطبہ جمعہ

ایمان کا مقصد یہ ہے کہ انسان فلاحِ دارین حاصل کرے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ابدی جنتوں کا وارث ہو

اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تین اہم ذمہ داریاں انسان پر عائد کی ہیں

خوفِ خدا کے تحت تمام برائیوں سے بچا جائے۔ محبتِ الٰہی کی ہر راہ کو اختیار کیا جائے۔ قربانی کی ہر راہ پر گامزن ہوا جائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۵ ہجرت ۱۳۵۰ ہش - بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (مائدہ ع ۶)

اس کے بعد فرمایا:۔

گذشتہ دنوں مجھے نقرس کی شدید تکلیف رہی گو اب بہت حد تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہے لیکن ابھی کچھ تکلیف باقی ہے اسی طرح چند دن نزلہ کا بھی بڑا شدید حملہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب افاقہ ہے۔ گو ہر دو بیماریوں کی وجہ سے

نقاہت اور ضعف

ابھی باقی ہے۔ لیکن چونکہ جمعہ ہمارے ملنے ملاقات اور وعظ و نصیحت کا ایک دن ہے اس لئے میں نے سوچا میں جمعہ کے لئے آ جاؤں۔ خواہ ایک مختصر سا خطبہ ہی دوں لیکن ملاقات ہو جائے گی اور نیکی کی کچھ باتیں میں اپنے دوستوں کے کانوں میں ڈال سکوں گا۔

جو مختصر سی آیت اس وقت میں نے تلاوت کی ہے اس میں نہایت حسین پیرایہ میں

ایک نہایت ہی بنیادی اہمیت کا مضمون

بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اس کی کتب اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کی کوئی غرض ہوتی ہے۔ انسان کسی مقصد کے پیش نظر دنیا سے منہ موڑتا اور دنیا والوں کی دشمنی خرید کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا اور یہ اعلان کرتا ہے کہ میں

اپنے رب کی آواز پر لبیک

کہتے ہوئے اس کو جیسا کہ وہ چاہتا ہے یعنی ذات میں اور اپنی صفات میں کامل سمجھنے کا اور اس بات پر یقین کرنے کا اعلان کرتا ہوں اسی طرح وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ میں اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لایا ہوں اور جو پہلے رسول گزرے ہیں اور جو کتب نازل ہوئی ہیں ان پر بھی ایمان لایا ہوں اور ایمان باللہ ایمان بالرسول اور ایمان بالکتب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ

انسان فلاحِ دارین حاصل کرے

اور اس زندگی میں بھی وہ خدا میں ہو کر با آرام زندگی پائے اور اخروی زندگی (جو مرنے کے بعد انسان کو یقیناً ملنے والی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے وعدہ کیا ہے) میں بھی وہ فلاح کو حاصل کرے۔

فلاح کے معنی انتہائی کامیابی کے ہیں اور امام راغب نے اپنی مفردات میں لکھا ہے کہ اخروی زندگی میں جو فلاح اور ابدی حیاتِ طیبہ ایک مومن کو ملے گی۔ وہ چار خصوصیات کی حامل ہوگی۔

چار باتیں اس میں پائی جائیں گی

اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) ایک ایسی ابدی زندگی جس پر کبھی فنا نہ آئے۔

(۲) ایک ایسی تونگری جس کے ساتھ کوئی احتیاج باقی نہ رہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایسی عزت کہ جس کے ساتھ شیطانی ذلت کے اندھیرے کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

(۴) وَهِيَ عِلْمٌ بِلَا جَهْلٍ اور وہ حقیقی علم جہالت کی تمام ظلمتیں اور اس کے اندھیروں کو دور کر دیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس غرض سے ایمان لاتے ہو کہ ایک ابدی حیات تمہیں حاصل ہو۔ وہ حیاتِ طیبہ تمہیں ملے جو ابدی فیوض کی حامل اور خدا تعالیٰ سے نئے نئے اور زیادہ سے زیادہ فیض اور برکتیں اور رحمتیں حاصل کرنے والی ہو اور یہ ایک ایسی زندگی ہے جس کا تصور بھی ہم یہاں اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔

جہاں تک غنا اور احتیاج کا سوال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو چاہو گے تمہیں مل جائے گا۔ اور اس سے زیادہ اور کیا غنا ہو سکتی ہے۔ عزت کی ایک نگاہ بھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کسی بندہ پر پڑے وہ بھی بڑی ہے لیکن جس کی زندگی کے متعلق یہ وعدہ ہو کہ اس کے ہر لمحہ میں

اللہ تعالیٰ کی رضا کی نگاہیں

ایک عاجز انسان پر پڑتی رہیں گی اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہوگی پھر علم اور علم کی زیادتی کا یہ حال کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے متعلق هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ فرماتا ہے یعنی مومن ہدایت کے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے کچھ مقامات حاصل کرتا ہے تو کچھ اور نئی راہیں اس پر کھول دی جاتی ہیں۔ پھر وہ ایک نئے بلند تر مقام پر پہنچتا ہے۔ تو قرب کی کچھ اور راہیں اس پر کھول دی جاتی ہیں۔ یہ ہدایت اور علم ایسا نہیں جس پر انسان ایک وقت میں احاطہ کرے اور سیر ہو جائے اور پھر تشنگی کا احساس اس کے اندر پیدا نہ ہو بلکہ وہ علم اور ہدایت ہے جو ہر لمحہ بڑھتا ہے وہ علم ہے جو ہر لمحہ انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب سے قریب تر لے جاتا ہے وہ علم ہے جس پر شیطان کی یلغار کا امکان ہی نہیں کیونکہ جنت کے دروازے شیطان پر بند ہو چکے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس قسم کی ابدی حیاتِ طیبہ کے حصول کے لئے تم ایمان لاتے ہو اور میری آواز پر لبیک کہتے ہو۔ پس تمہیں سمجھنا چاہئے کہ اس اعلانِ ایمان کے نتیجہ میں تین قسم کی ذمہ داریاں تم پر عائد ہوتی ہیں۔ اور

تین تقاضے

ہیں جو یہ ایمان انسان سے کرتا ہے۔

پہلا تقاضا اس کا یہ ہے کہ اِتَّقُوا اللّٰهَ انسان ایمان سے قبل بہت سی بدیوں اور بد عادتوں اور بد رسوم اور شیطانی خیالات میں پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ ایمان کے ساتھ ہی اس کو یہ برائیاں چھوڑنی پڑتی ہیں اور چھوڑنی چاہئیں اگر وہ ایمان میں سچا ہے تقویٰ کے معنے ہیں اپنے نفس کو گناہ اور معاصی اور نواہی کے ارتکاب سے اس لئے بچائے کہ کہیں اس کا رب اس سے ناراض نہ ہو جائے۔ پس جب ایمان حقیقی ہو اور اس کے ساتھ جیسا کہ چاہیئے معرفت اور عرفان بھی ہو تو ایمان کا پہلا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ساری برائیوں اور بدیوں اور بد رسموں اور بد عادتوں اور بد خیالات اور بد خواہشوں اور گندے میلانِ طبع کو انسان اپنے رب کی خاطر چھوڑ دے۔

غرض تمام گناہوں اور معاصی سے بچنے کا نام تقویٰ ہے اور عقلاً بھی انسان سے پہلا مطالبہ یہی ہونا چاہیئے کیونکہ جب تم کہتے ہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے تو عقل کہتی ہے کہ اب تم کسی ایسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہونا جو تمہارے رب کی پسندیدہ نہیں جس سے وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ پس پہلا تقاضا ایمان ہم سے یہ کرتا ہے کہ ہم ہر اس چیز سے بچیں جو ہمارے رب کو پسندیدہ اور پیاری نہیں ہے

دوسری ذمہ داری

ہم پر یہ عائد ہوتی ہے یا یوں کہو کہ دوسرا تقاضا ایمان ہم سے یہ کرتا ہے کہ

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

یعنی مقام خوف جس کا تقویٰ میں ذکر ہے صرف وہ کافی نہیں بلکہ اس کے بعد مقامِ محبت میں داخل ہونا ضروری ہے اور انسان کے دل کی یہ حالت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ دل تڑپ اور شوق اور رغبت کے ساتھ ان راہوں کو ڈھونڈے جو راہیں کہ اس کے رب کی طرف لے جانے والی ہیں۔ جب غرباء کی ایک جماعت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی تھی کہ امیر کچھ ایسی نیکیاں کرتے ہیں جو غریب بجا نہیں لا سکتے اس لئے انہیں کچھ عبادتیں بتائی جائیں کہ وہ ان کے ذریعہ اس کمی کو پورا کر سکیں تو ان کے دل کی یہ خواہش وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ہی کا ایک نظارہ ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے پس مومن کے دل کی یہ کیفیت ہونی چاہیئے کہ ہر اس راہ کو تلاش کرے جو راہ اسے اس کے رب کی طرف پہنچانے والی ہو۔ اور جس پر چل کر وہ اپنے رب کا قرب حاصل کرنے … لا ہو۔ واتوسل کے معنے اللہ کی طرف راغب کے ہیں یعنی جو شخص اللہ کی طرف ……………

…………… راغب ہوا سے عربی زبان میں واتوسل کہتے ہیں (دیکھو مفردات راغب) میں ہے کہ وسیلہ کی حقیقت یہ ہے کہ قرب کی راہوں کی معرفت اور عرفان شوق سے حاصل کیا جائے (یہ لفظی ترجمہ نہیں کر رہا بلکہ انہوں نے جو معنے کئے ہیں ان کا مفہوم اپنی زبان میں بیان کر رہا ہوں) اسی طرح قرب کہتے ہیں جو انسان پر کھلیں ان راہوں پر شوق سے چلا جائے جس کو انہوں نے عبادت کے نام سے پکارا ہے شریعت اسلامیہ کے جو احکام ہیں اور وقت اور حالات اور مقام اور ماحول کے مطابق جو بہترین ہدایتیں ہوں ان بہترین ہدایتوں پر دلی رغبت سے عمل کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ انسان سے خوش ہو جائے۔

پس ایک معنی وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کے ہیں کہ ان راہوں کی دلی رغبت اور شوق کے ساتھ تلاش جو خدا کی طرف لے جاتی اور انسان کو خدا تعالیٰ کا مقرب بنا دیتی ہیں۔ پھر

وسیلہ کے ایک معنی

ہم قرآن کریم کے بھی کر سکتے ہیں کیونکہ قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ ان راہوں کی نشاندہی کی ہے جو راہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہیں اور اس صورت وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ … ہوں کہ قرآن کریم کی ہدایات ا… احکام سے دلی پیار اور محبت تا تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ پھر وسیلہ کے معنی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی کئے جا سکتے ہیں اس کی طرف خود قرآن کریم نے سورۃ بنی اسرائیل میں اشارہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ ۔

(بنی اسرائیل ع ۶)

کہ انسانوں میں سے جن کو مشرک معبود بناتے ہیں وہ خود ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر چکے ہوں۔ اور جن کی مدد سے یا جن کے اسوہ پر چل کر وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکیں۔ ایک مومن تو ان سے بھی زیادہ اسوہ کی تلاش کی تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور جب ہم اَيُّهُمْ اَقْرَبُ کے مفہوم کی روشنی میں جو وسیلہ کے اندر پایا جاتا ہے اور جسے سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت واضح کرتی ہے اِبْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ پر غور کریں تو ہم یہ معنی بھی کر سکتے ہیں کہ قرب الٰہی کی راہوں کی تلاش میں

اسوۂ حسنہ کی تلاش کرو

یعنی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جن راہوں پر گامزن ہو کر اللہ تعالیٰ کے مقرب بنے تم بھی ان راہوں کو اختیار کرو کیونکہ آپ ہی کامل اسوہ ہیں تمہارے سامنے چونکہ ایک مثال پہلے سے موجود ہے اس لئے تم انہیں زیادہ آسانی سے پا سکو گے اور آپ کے اسوہ کو سامنے رکھ کر اور آپ کی نقل کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے قرب کو زیادہ سہولت کے ساتھ حاصل کر سکو گے۔ غرض دوسری ذمہ داری جو ایمان کی وجہ سے کسی انسان پر عائد ہوتی ہے وہ اس آیت میں اِبْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ بتائی گئی ہے لغت والے لکھتے ہیں کہ الوسیلۃ کے اندر یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ قرب الٰہی کی راہوں کو رغبت اور شوق کے ساتھ تلاش کیا جائے پس وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کے یہ معنی ہوئے کہ تم شوق اور رغبت کے ساتھ ان راہوں کو تلاش کرو جو خدا تک لے جاتی ہیں۔

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم بڑی مالی قربانیاں دیتے ہیں۔ نمازوں میں باقاعدگی نہ ہوئی تو کیا ہوا وہ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ پر عمل نہیں کر رہے ہوتے۔ … تعالیٰ نے مومن کی شان بتائی ہے … ہر راہ سے محبت اور پیار … اور شوق کا تعلق رکھتا ہے یہ … راہوں پر چلے اور بعض راہوں کو چھوڑ دے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں

کہ جی سارا دن عبادت کرتے رہتے ہیں۔ چندے نہ دئے تو کیا ہو گیا۔ حالانکہ ہر قرب کی راہوں کو بشاشت سے قبول کر لینا چاہیئے اور اس کے ساتھ پیار کرنا چاہیئے۔ اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری زندگی کا ہر راستہ ہمارے رب تک پہنچانے والا ہو تاکہ ہم اس کی رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کا ہی مظاہرہ تھا کہ بعض جگہ پیشاب کرنے کے لئے بیٹھ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہاں پیشاب کرتے دیکھا تھا اس لئے ہم رہ نہیں سکے اور ہم نے یہاں پیشاب کیا ہے۔ بظاہر اس فعل میں کوئی دینی چیز نہیں لیکن اس کے پیچھے جو محبت کام کر رہی ہے وہ بڑی عجیب ہے اللہ تعالیٰ یقیناً ایسے جذبات کو قبول کرتا ہے۔ یہ چیز انسان کو کہیں سے کہیں اُٹھا کر لے جاتی ہے۔ غرض وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ مومن قرب کی ہر راہ سے پیار کرتا ہے یہ نہیں کہ بعض راہوں کو لے لیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔

جب خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی راہوں کی تعیین ہو گئی اور ان کی راہوں سے پیار ہو گیا تو پھر

ایمان کا تیسرا تقاضا یہ ہے

کہ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ دراصل جیسا کہ میں نے پہلے اشارہ کیا ہے۔ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کا تعلق محبت الٰہی کے ساتھ ہے جیسا کہ اِتَّقُوا اللّٰهَ کا تعلق خوف الٰہی کے ساتھ ہے۔

پھر جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ جس وقت انسان صحیح معنوں میں اپنے رب کو پہچاننے لگتا ہے اور اس کی ذات اور اس کی صفاتِ کاملہ حسنہ کا کامل عرفان حاصل کر لیتا ہے تو اللہ کی بڑی بھاری قدر اور عزت انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اس کی عزت اور عظمت اور اس کا جلال کچھ اس طرح دل میں بیٹھ جاتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں رہتی وہ ہیچ نظر آتی ہے۔ تو دراصل یہ جذبہ محبت اور خوف سے جداگانہ ہے اور میں سمجھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تجربہ رکھنے والے اس پر گواہی دیں گے کہ یہ خوف اور محبت کے جذبہ سے علیحدہ ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خوف اور محبت کے بعد جب تم واقعہ میں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے لگے اور اس کی معرفت تمہیں حاصل ہو گئی تو پھر تم اس بات سے رہ نہیں سکتے تو اس کے راستہ میں جہاد کرو۔ یعنی راہ جب مل گئی تو دنیا کی ہر تکلیف برداشت کرتے ہوئے ہر قربانی دیکر اس راہ پر گامزن رہنا یہ مجاہدہ ہے۔ مال کی قربانی ہے نفس کی قربانی ہے۔ جان کی قربانی ہے۔ اوقات کی قربانی ہے عزتوں کی قربانی ہے اور اولاد کی قربانی ہے ہر قسم کی قربانی ہے جس کا مطالبہ جَاهِدُوْا ہم سے کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا مقام انسان نے پہچان لیا تو وہ کہاں بخل کرے گا بخل تو ایسے دل اور ایسے دماغ میں داخل ہو نہیں سکتا تو وہ یہ دیکھے گا کہ ہر چیز خدا کی راہ میں قربان ہے اور یہ تیسری ذمہ داری ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان پر ڈالی ہے۔

پس اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اول خدا کا خوف پیدا ہو اور انسان تمام برائیوں کو چھوڑ دے۔ پھر خدا کی محبت پیدا ہو اور انسان نیکی کی ہر راہ پر گامزن ہونے کے لئے تیار ہو جائے۔ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو۔ اَسْلَمْنَا لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

جب یہ تینوں مطالبے تم پورے کرو گے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تب ہی تم اس فلاح دارین کو حاصل کرو گے جو تمہارے ایمان کی غرض ہے۔ اگر تم ایمان کا دعویٰ کرو لیکن ان مطالبات کو پورا نہ کرو تو تم فلاح دارین حاصل نہیں کر سکتے۔ تمہارے جیسا بدبخت اور بدقسمت پھر کوئی نہیں ہوگا کہ جس کے ہاتھ میں نہ دنیا رہی نہ دین رہا۔ دنیا والے دین کی وجہ سے اس سے پیچھے ہٹ گئے اور ناراض ہو گئے اور خدا کے سامنے اس کے اعمال پیش کئے گئے تو ان میں ہزار کیڑے دنیا کے نکلے اور خدا تعالیٰ نے بھی انہیں رد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے

کہ ہم واقعہ میں حقیقی مومن بن جائیں اور ایمان کے ہر سہ تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں اور محض اس کے فضل سے ہم فلاح دارین حاصل کریں یعنی اس دنیا میں بھی با آرام زندگی پائیں اور اس دنیا میں بھی اس کی لقاء اور رضا ہمیں حاصل ہو تاکہ ہم اپنی زندگی کے مقصد اور مطلوب کو حاصل کر سکیں اور دنیا جو ان راہوں کو پہچانتی نہیں اور ہمیں تمسخر اور استہزاء سے دیکھ رہی ہے وہ دیکھے کہ خدا کی راہ میں ذلتیں اٹھانے والے ہی

عزتوں کے وارث

قرار دئے جاتے ہیں اور اس کی راہ میں دکھ پانے والے ہی ابدی سرور اور لذت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی بھی آنکھیں کھولے اور اپنے قرب کی راہوں کی طرف ان کو ہدایت دے اور انسانی زندگی کا جو مقصد ہے وہ ان کی زندگیوں میں بھی پورا ہو۔ آمین۔

قسط ۳

رئیس المناظرین جناب پادری عبد الحق صاحب کے

مسیحی ہونے کی حقیقت اور وجوہات پر ایک نظر

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

اس جگہ ایک اعتراض کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جناب پادری عبد الحق صاحب نے اسباب کے جواب میں کہ

(الف) "مسیح لعنتی تھا کیونکہ صلیب پر لٹکایا گیا"۔ (گلتیوں ۳ : ۱۳)

(ب) "جو صلیب پر دیا جائے تو وہ خدا کا ملعون ہے"۔ (استثناء ۲۱ : ۲۳)

تحریر فرمایا کہ

"اس کا جواب ایک سے زیادہ بار گذر چکا کہ وہاں شرط مذکور ہے لیکن شرط کو اُڑا کر صرف خدا کے مسیح کے برخلاف کفر گوئی پوری کرنے کے لئے خلاف فعل وایمان مشروط کا اطلاق کر کے معترض نے صرف کاذب بلکہ کذاب ٹھہرنے کی بنا پر قرآن شریف کے لعنت کے فتویٰ کا خود مستوجب ٹھہرا ہے"۔

(رہنما جنوری، مارچ ۱۹۷۱ء صفحہ ۲۱ کالم ۲)

جناب پادری صاحب نے اپنی گوہر افشانی میں اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ وہاں یہ شرط موجود ہے کہ

"اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو"۔ (استثناء ۲۱ : ۲۲)

آپ کا مدعا اس شرط کی طرف اشارہ کرنے سے یہ ہے کہ مسیحؑ نے کوئی گناہ نہ کیا تھا جس سے ان کا قتل واجب ہوتا لہٰذا وہ ملعون نہ تھا ان کو ملعون ٹھہرانا قادیانی مفتری کا کام ہے۔

جناب پادری صاحب ان کو ملعون احمدی قرار نہیں دیتے بلکہ خود پولوس نے گلتیوں والے حوالہ میں ان کو ملعون لعنتی تسلیم کیا ہے اور تمام دنیا کے عیسائی ان کو کفارہ کی خاطر صلیبی موت کی وجہ سے تورات کے اس بیان کے مطابق لعنتی سمجھتے ہیں ورنہ اُن کا کفارہ باطل ٹھہرتا ہے کیا پولوس مقدس اور دیگر عیسائی دُنیا کو یہ مذکورہ شرط نظر نہیں آئی کسی احمدی نے یہ بات اپنے پاس سے نہیں لکھی کہ آپ اسے اس کا افتراء قرار دے کر اپنی جان چھڑا لیں ملاحظہ ہو حوالہ مذکورہ آپ کے مقدس بزرگ پولوس فرماتے ہیں :-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا"۔

اسی قدر نہیں پولوس نے تورات کا وہی حوالہ پیش کیا ہے جو ہم نے نقل کیا تھا مقدس پولوس فرماتے ہیں :-

"کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"۔ (گلتیوں ۳ : ۱۳)

اب جناب پادری صاحب فرمائیں کہ انہوں نے اپنے مذکورہ جواب میں کیا خدا ترسی سے کام لیا ہے یا پولوس مقدس کی منشا کے خلاف اظہار رائے کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش فرمائی ہے آپ نے جس لعنت کے فتوے کے نیچے قادیانی کو دبانے کی کوشش فرمائی ہے وہ لعنت کا فتوے آپ پر اور پولوس پر صادق آتا ہے یا قادیانی پر؟

اُمید ہے کہ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے آپ فوراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس پولوسی لعنت سے اس طرح نجات دینگے جس طرح قرآن کریم میں دی گئی ہے۔

جناب پادری صاحب آپ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں اس جگہ ایک حدیث بھی پیش فرمائی ہے جو یہ ہے۔ لن یدخل احداً منکم عملہ الجنۃ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ بفضل و رحمۃ یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ انہوں نے پوچھا اے رسول اللہ آپ کو بھی نہیں تو فرمایا مجھے بھی نہیں بجز اس کے کہ خدا کا فضل اور رحمت مجھے ڈھانک دے۔

جناب پادری صاحب آپ تو ایک طرف فرماتے ہیں کہ نجات صرف فضل سے ہوگی نہ کہ عمل سے۔ اور اس کی تائید میں اپنے زعم میں اس حدیث کو لائے ہیں اور آپ کا عقیدہ کفارہ پر ہے جس سے آپ کا مدعا یہ ہے کہ صلیبی موت پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہو جاتی ہے نیک عمل کی حاجت نہیں۔ مگر دوسری طرف آپ آپ اس کے برخلاف عمل کو بھی ضروری قرار دیتے اور لکھتے ہیں کہ

"خدا صرف نیک اعمال ہی نہیں بلکہ دل کی تبدیلی چاہتا ہے"۔ گویا آپ کے نزدیک دل کی تبدیلی کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں ان دونوں باتوں میں اختلاف و تضاد پایا جاتا ہے۔

اگر آپ نجات کے لئے فضل کے ساتھ اعمال کو بھی ضروری سمجھتے ہیں تو یہ مسلک کفارہ کے خلاف ہے اور اسلام کی تائید میں ہے حالانکہ موجودہ عیسائیت کا مسلک "پولوس مقدس" کے عقیدہ کے مطابق نجات "مفت" اور "بغیر شریعت" کے اعمال کے بنتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ عیسائی بھائی عمل کو محض بیکار قرار دیتے ہیں اور نجات کا مدار عمل کے بغیر فضل پر رکھتے ہیں۔ مگر آپ اسلام کی طرف اسبات کو منسوب فرما رہے ہیں کہ نجات کے لئے صرف فضل درکار ہے عمل غیر ضروری ہے حالانکہ اسلام نے کبھی بھی عمل کو بیکار قرار نہیں دیا۔ جناب پادری صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقت کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کا اشارہ مذکورہ حدیث کے پیش کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ میری نجات بھی صرف فضل سے ہوگی عیسائیت کی طرح اسلام میں بھی عمل بیکار ہے۔ لیکن یہ درست نہیں جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے کبھی عمل کو بیکار نہیں ٹھہرایا بلکہ اس پر زور دیا ہے اسی طرح آنحضرت صلعم نے کبھی فضل سے آپ کا فضل مراد لے کر عمل سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا نہ دوسرے کو چھٹکارا دلوایا ہے بلکہ انسانی صالحہ پر زور دیا ہے۔

قرآن کریم نے جابجا اور بکثرت الذین امنوا وعملوا الصلحت فرما کر ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو نجات و فلاح کے لئے ایسا ہی ضروری قرار دیا ہے جیسا کہ باغ کے لئے پانی ضروری ہے آنحضرت صلعم نے خود شریعت اسلامیہ پر پورے طور پر عمل کیا اور اپنے ماننے والوں سے بھی حتی الوسع عمل کرایا یہاں تک کہ پانچ وقت کے فرائض کے علاوہ نوافل پر بھی زور دیا اور ان کو خدا تعالیٰ کے قرب و وصال کا بڑا ذریعہ بتایا ہے۔ پھر پانچ نمازوں کے علاوہ نوافل پر بھی عمل کیا اور کرایا قرآن کریم نے بار بار اقیموا الصلوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے و من اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ (بنی اسرائیل ۹) کہ تو رات کو قرآن کے ذریعہ سے شب بیداری کیا کر جو تجھے ایک زائد انعام ہے اس طرح بالکل ممکن ہے کہ تیرا رب تجھے حمد و تعریف والے مقام پر کھڑا کر دے۔

نیز رات کے بڑے حصہ میں عبادت کرنے کی تلقین کی اور فرمایا ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطاً واقوم قیلاً (مزمل) کہ رات کی عبادت اپنے اخذ و پختگی کے لحاظ سے بڑی محکم چیز ہے۔ آنحضرت صلعم اپنی وفات تک اسپر قائم رہے آپ کا یہ حال تھا کہ راتوں کو تہجد کے لئے اُٹھتے اور اتنی لمبی لمبی رکعات پڑھتے کہ کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتیں یا رسول اللہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں پھر آپ کو اس قدر اعمالِ شاقہ کی کیا ضرورت ہے آپ فرماتے افلا اکون عبداً شکوراً کیا میں اللہ تعالیٰ کا اچھا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کی مراد فضل الٰہی سے وہ موہوم فضل نہ تھی جو انسان کو خدا کے حکم و منشار کے خلاف چلا کر اس کے حضور سے دور پھینک دیتا اور مادر پدر آزاد کر دیتا ہے اور گناہوں میں بڑھانے کا باعث ہے۔

نجات کا دار و مدار

یاد رہے کہ نجات کا دار و مدار اعمال صالحہ و عبادات وغیرہ پر نہیں اور نہ ہی یہ نجات کے لئے لازم ہیں۔ ہاں یہ نجات کے لئے صرف بطور شرط کے ہیں جیسے گاڑی کے لئے ریل کی پٹڑی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رحمانیت ہے اس نے ہی

کے تحت انسانوں پر بہت سے انعامات ان کے اعمال کے بغیر ہی کئے ہیں دنیوی طور اس کی ضروریات کو پورا اور اس کی پرورش کو پورا کرنے کے لئے کائنات عالم پیدا کی ہے اور انسان کو جسمانی قوتیں مثلاً ذہن و صحت دی ہے عقل دی ہے اور اخلاق و روحانیت کے لحاظ سے اس کے لئے ہدایت شریعت و ہادیوں کا انتظام کیا ہے یہ سب نعمتیں انسانوں کے کسی عمل کے بغیر ہی دی ہیں۔ یہ اس کا بہت بڑا فضل و احسان و کرم ہے جس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرًا و اما کفورًا۔ کہ ہم نے ہدایت دینے کے بعد اسے شکر گذار بندہ بننے کا اختیار و آزادی دی ہے۔ اسی لئے آنحضرت نے فرمایا کہ افلا اکون عبدًا شکورًا کہ کیا میں اپنی عبادت و نمازوں اور ذکر الٰہی اور اعمال صالحہ کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی سابقہ و جاری نعمتوں کا شکریہ ادا کر کے اس کا عبد شکور نہ بنوں نیز فرمایا کہ میری نجات بھی محض خدا کے فضل سے ہوگی۔ گویا بتا دیا کہ اعمال بے شک ضروری ہیں مگر وہ نجات کے لئے بطور شرط کے طور پر ہی لازم نہیں۔ نجات کا دار و مدار اعمال پر نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل پر ہے جو اس کی صفتِ رحمانیت کے تحت جسے چاہتا ہے فضل عطا کرتا ہے صفت ربوبیت جو کہ صفتِ رحمانیت سے رحم ہے کہ تحت وہ انسان و حیوانات و جمادات کی پرورش کر رہا ہے مگر جو فضل اس کی صفت رحمانیت سے تعلق رکھتا ہے نجات اس کے تحت ہوگی وہ جسے چاہے گا بلا مبادلہ اعمال کے نجات دے گا یہ اس کا محض فضل ہوگا اور احسان عظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ جنت کی خاطر خدا کی عبادت کرتے ہیں بعض دوزخ سے بچنے کی خاطر اور بعض محض خدا کی خاطر۔ پس مومن کو چاہئے کہ وہ جنت و دوزخ یعنی نجات و فلاح کے خیال سے عبادت نہ کرے بلکہ ان سے بالا ہو کر عبادت بجا لائے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ جو فضل اس پر اس کے اعمال کے بغیر ہو چکا اور ہو رہا ہے اس کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر اس کی عبادت کرے نہ کہ کسی جنت کے لالچ سے۔ چنانچہ قرآن کریم میں خود اللہ تعالےٰ نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم کہ اگر تم اس کا جو سابقہ و سابقہ جاری فضل پر اس کا شکریہ ادا کرو گے اس کی عبادت کرو گے تو وہ تم پر اپنا مزید فضل نازل کرے گا۔ گویا اس کی عبادتیں آئندہ نجات کے لئے نہیں

بلکہ فضل کے شکریہ کے طور پر ہیں۔ اور آئندہ نجات کا دار و مدار فضل ہی پر ہے ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسان اپنے اعمال و زور بازو سے نجات پا لے گا گویا کہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے مستغنی ہے حالانکہ غنی تو صرف خدا کی ذات ہے انسان تو ہر حال میں اس کے محتاج ہیں چنانچہ سرآن خدا تعالےٰ کا فضل اس کی ہستی اور اس کی حرکات و سکنات پر جاری ہے۔

اس زمانہ کے شیخ ثانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے آ کر یہی فیصلہ سنایا ہے اور فرمایا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں اھدنا الصراط المستقیم رصفت الرحمٰن کے بالمقابل ہے کیونکہ ہدایت پانا کسی کا حق تو نہیں بلکہ محض رحمانیت الٰہی سے یہ فیض حاصل ہو سکتا ہے"۔

(ایام الصلح تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ ۱۲۲)

نیز فرمایا:-

"قرآن شریف سے جو عقیدہ نجات کے بارہ میں استنباط ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نجات محض سے ہے نہ صلوٰۃ سے نہ زکوٰۃ سے اور نہ صدقات سے بلکہ محض دعا اور خدا کے فضل سے ہے اسی لئے خدا تعالےٰ نے دعا اھدنا الصراط المستقیم تعلیم فرمائی ہے۔ (اور دعا کی تعلیم دینا اور اس کی توفیق بخشنا بھی خدا کا فضل ہی ہے۔ ناقل) کہ وہ قبول ہو کر خدا تعالےٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے اعمال صالحہ اس کے ساتھ شرائط ہیں مگر لوازم میں سے نہیں یعنی جب انسان کی دعا قبول ہوتی ہے تو اس کے ساتھ تمام شرائط خود ہی مرتب ہوتی ہیں ورنہ اگر اعمال پر نجات کا مدار رکھا جائے تو یہ باریک شرک ہے اور اس سے ثابت ہوگا کہ انسان خود بخود نجات پا سکتا ہے کیونکہ اعمال تو انسان کے اختیاری امور ہیں اور انسان خود بخود بجا لاتے ہیں۔ دعا جب تمام شرائط کے ساتھ ہوتی ہے تو وہ فضل کو جذب کرتی ہے اور فضل کے بعد شرائط خود بخود پورے ہو جاتے ہیں اسلامی نجات یہی ہے"۔

(البدر ۷ راگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۱)

پس ظاہر ہے کہ اسلام میں نجات کا مدار فضل پر رکھا ہے مگر اعمال شریعت کو بیکار نہیں ٹھہرایا۔ یہاں طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم میں

اعمال کی جزاء و سزا کا بکثرت ذکر آیا ہے اور ان کے نتیجہ میں جنت کا وعدہ ہے ایسا ہی دوزخ کا بھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کو نجات میں دخل ہے اور اس کا دار و مدار اعمال پر معلوم ہوتا ہے سو اس کے لئے یاد رہے کہ جنت و دوزخ اور چیز ہے اور دائمی نجات و فلاح و خدا کی خوشنودی و رضا، اور اس کا قرب اور چیز ہے۔ بیشک جنت رضوان اکبر ہے وہ ان سے بالا چیز ہے۔ اور یہ فوز عظیم ہی سب سے اعلیٰ و اشرف چیز ہے۔

انسان کے اعمال تو محدود ہیں ان کی جزاء و سزا بھی محدود ہونی چاہیئے مگر خدا نے اپنی رضوان کو دائمی قرار دیا ہے۔ یہ رضوان اکبر اور اس کا دوام کسی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔

اب ان دونوں باتوں کے لئے ہم قرآن کریم کی آیات پیش کرتے ہیں۔ فرماتا ہے۔

ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ .... وعدًا علیہ حقًا فی التوراۃ والانجیل والقراٰن۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ ذٰلک ھو الفوز العظیم (توبہ ع۱۴ ۱۱۱)

کہ اللہ تعالےٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس وعدہ کے ساتھ خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی .... یہ ایسا وعدہ ہے جو اس پر لازم ہے اور تورات اور انجیل میں بھی بیان کیا گیا ہے اور قرآن میں بھی اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہے۔ پس اے مومنو! اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے کیا ہے یہ بڑی کامیابی ہے۔ یہ جنت والی تجارت کا ذکر ہے پھر اس سے بڑھ کر اعمال کے نتائج اور نیز فضل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اما الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت فیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ۔ (النساء ع۲۴ ۱۷۳)

اسی طرح فرماتا ہے۔

لیجزیھم اللّٰہ احسن ما عملوا ویزیدھم من فضلہ واللّٰہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔

(نور ع۵ ۳۸)

یعنی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ ان کے بہترین اعمال کا بدلہ ان کو دے گا نیز ان کو اپنے فضل سے بھی نوازے گا۔ اور اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے اپنی صفت رحمانیت کے تحت بغیر حساب کے بھی دیتا ہے۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے

ان الذین یتلون کتاب اللّٰہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقنٰھم سرًّا وعلانیۃً یرجون تجارۃ لن تبور۔ لیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ انہ غفور شکور۔ (فاطر ع۴ ۳۰-۳۱)

یعنی جو لوگ کتاب اللہ پڑھتے اور نماز قائم کرتے اور اس میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے پوشیدہ اور علانیہ طور پر خدا تعالےٰ اور اس کی مخلوق کے راستہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو ہرگز تباہ نہ ہوگی اللہ تعالےٰ ان کو ان کے اجر سے نوازے گا وہ یقیناً بہت بخشنے والا اور قدر دان ہے اس میں اجر کے ساتھ فضل کا بھی الگ ذکر فرمایا ہے۔

قرآن کریم سے یہ بھی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ فضل اس کی رضوان اکبر ہے سورۃ توبہ ع۹ آیت ۷۲ میں فرماتا ہے

وعد اللّٰہ المؤمنین والمؤمنٰت جنّٰت تجری من تحتھا الانھار خٰلدین فیھا ومسٰکن طیبۃ فی جنّٰت عدن ورضوان من اللّٰہ اکبر۔ ذٰلک ھو الفوز العظیم۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنات کے وعدے کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں پاک رہائش گاہوں کا بھی وعدہ کیا ہے اور ان کے علاوہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی سب سے بڑا فضل اور انعام ہوگا جو ان کو ملے گا اور اس کا ملنا بھی بہت بڑی کامیابی ہے۔

نیز فرمایا ہے۔

للفقراء المھٰجرین الذین یبتغون فضلًا من اللّٰہ ورضوانًا۔ (سورۃ الحشر ع۱ ۹)

یعنی مال فے کے مصارف میں سے ایک مصرف گھروں و مالوں سے علیحدہ کئے گئے مہاجرین کا بھی ہے جو خدا تعالےٰ کا فضل یعنی اس کی رضا چاہتے ہیں۔ ایسا ہی سورۃ الفتح میں بھی فرمایا ہے تراھم رکعًا سجدًا یبتغون فضلًا من اللّٰہ ورضوانًا (ع۴ ۳۰)

کہ تو محمد رسول اللہ اور اس کے اصحاب کو نمازیں پڑھتے دیکھے گا وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضوان چاہتے ہیں۔ یہاں فضل کی وضاحت رضوان سے کر دی گئی ہے اور بتا دیا ہے کہ جس فضل الٰہی کی ان کو خواہش ہے وہ اس کی رضوان اکبر ہے۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)

مختصر تاریخ جماعت احمدیہ سونگھڑہ ضلع کٹک (اڑیسہ)

از مکرم سید محمد زکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ)

(قسط نمبر ۱)

حرف آغاز

سونگھڑہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ہی باوجود دور دراز علاقہ ہونے کے احمدیت کی روشنی پھیلی اور وہاں ایک مخلص جماعت قائم ہوئی (جن کی اکثریت سادات پر مشتمل تھی) اور بفضلہ تعالیٰ جہاں کے بارہ بزرگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے صحابہ میں ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور جس سرزمین میں مخالفت کا وہ طوفان بدتمیزی برپا ہوا کہ الامان والحفیظ یہاں تک کہ احمدی خاتون کی نعش کو قبر سے اکھیڑ کر مخالفوں نے باہر پھینک دیا تھا مگر افسوس اس جماعت کی تاریخ تاحال ضبط تحریر میں نہیں آسکی۔

بعض عزیزوں اور دوستوں کی بار بار تحریک پر اب میں نے یہی مناسب سمجھا کہ مختصر طور پر سونگھڑہ کی تاریخ کے متعلق جو معلومات میں نے اخبار الحکم ودیگر کتابوں اور بعض بزرگوں کی روایات سے بالخصوص حضرت مولانا مولوی عبد الحلیم صاحب سے وصل کی ہیں انہیں سپرد قلم کرکے محفوظ کر دوں۔ تا آئندہ مورخ (جسے بھی توفیق ملے گی) اس مضمون کی روشنی میں صحیح تاریخ مکمل کرسکے۔

واضح ہو کہ اس ضمن میں میں نے حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جو سلسلہ کے ایک جید عالم تھے اور حضرت مولانا مولوی سید عبد الرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولین مبلغ اڑیسہ کے جو نوٹ لکھے تھے انہی کی روشنی میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔ اس جماعت کی تاریخ تحریر کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا سید عبد الرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اڑیسہ کی جماعتوں کے آدم تھے کا کچھ ذکر خیر کیا جائے کیونکہ اس کے بغیر تاریخ لکھی نہیں جاسکتی۔

آپ کی پیدائش

کٹک اڑیسہ کا قدیم دار الخلافہ اور مرکزی شہر ہے۔ وہاں سے بیس میل کے فاصلے پر مشہدی سادات کی ایک خاصی تعداد آباد ہے۔ اس کا نام سونگھڑہ ہے۔ سونگھڑہ کے ایک محلہ دریا پور میں سید غلام حیدر صاحب کے گھر ان کی دوسری بیوی سے عبد الرحیم و عبد الرحمٰن نامی دو توام لڑکے پیدا ہوئے۔ سید غلام حیدر صاحب مرحوم بھی ایک نہایت متقی پرہیزگار انسان تھے (علم۔ قناعت غض بصر ان کے خاص اوصاف حمیدہ تھے۔ سید صاحب مذکور کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جن کا نام سید ظہور الحق تھا۔ سید ظہور الحق صاحب کے صاحبزادے حضرت خان صاحب مولوی سید ضیاء الحق صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی گورنمنٹ پنشنر سابق صوبائی امیر وامیر جماعت سونگھڑہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کے ایک درخشندہ گوہر مرد مجاہد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے (ان کے حالات زندگی انشاء اللہ تعالیٰ بشرط فرصت پیش کئے جائیں گے) اس طرح حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولوی سید ضیاء الحق صاحب آپس میں چچا بھتیجا تھے (اور دونوں صحابی بھی)

ابتدائی تعلیم

سونگھڑہ قدیم ایام سے مشرقی علوم کا مرکز صلاحیت پسند اور مذہبی لوگوں کی آبادی رہی ہے۔ منجملہ اور علماء کے مولوی سید حفیظ الدین صاحب احمدی مرحوم ایک زبردست عالم تھے (یہ بزرگ حضرت مولوی سید نیاض الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز وسابق صوبائی امیر کے والد ماجد تھے) جنکی قابلیت کا اعتراف حضرت مولوی حسن علی صاحب اور حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بھاگلپوری نے کیا ہے۔ حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابتدائی تعلیم انہیں مولوی صاحب کے پاس ہوئی۔ جو رشتہ میں ان کے ماموں بھی تھے۔ یہاں فارسی کی تکمیل کے ساتھ عربی کے صرف ونحو اور فقہ کی کچھ ابتدائی کتابیں بھی پڑھیں لیکن تحصیل علم کا شوق اور علوم متداولہ میں کمال حاصل کرنے کا خیال اور صاد معر اپنے استاد کی پیرانہ سالی نے کچھ ایسی اضطراری کیفیت پیدا کردی کہ حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین عالم جوانی میں جبکہ ان کو شادی کئے بمشکل تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور جبکہ ان کی بڑھیا ماں اُن سے ایک دن کی جدائی بھی پسند نہیں کرتی تھیں یہ سن کر کہ حیدر آباد دکن اس وقت علماء کا مرجع بنا ہوا ہے اپنے دو رفیقوں مولوی سید عبد الصمد صاحب اور مولوی عبد الاحد کے ساتھ پیادہ حیدر آباد دکن کی طرف چل کھڑے ہوئے کیونکہ اس وقت اڑیسہ اور حیدر آباد کے درمیان کوئی ریل نہ تھی اور اگر ہوتی بھی تو اتنے دور دراز سفر کے لئے اُن کے پاس سرمایہ بھی نہیں تھا۔ اس خیال سے کہ ان کی ماں اجازت نہیں دیگی وہ بلا اطلاع چھپ کر بھاگے صرف اپنی بیوی سے کہہ دیا تھا کہ تین دن کے بعد اس کا افشاء کردیں۔ جغرافیہ جاننے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اڑیسہ اور حیدر آباد دکن میں کتنا فاصلہ ہے اور اس لمبے دشوار گذار اور درندوں اور ڈاکوؤں کی وجہ سے پُرخطر راستے کو طے کرنا اور محض طلب علم کی خاطر طے کرنا ان ہی لوگوں کا کام ہے جن سے خدا کچھ کام لینا چاہتا ہے ان کے رفیقان سفر جو آخر دم تک غیر احمدی رہے یہ گواہی دیتے رہے کہ زمانہ سفر میں تھکاوٹ کی وجہ سے ہماری نمازیں اکثر قضا ہو جایا کرتی تھیں لیکن مولوی عبد الرحیم صاحب نے کبھی نماز قضا نہیں کی۔ حیدر آباد پہنچ کر آپ نے مدرسہ محبوبیہ میں پانچ سال تک تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ محبوبیہ کو اس لئے انتخاب کیا کہ یہاں دینی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی اور رہائش اور خوراک کا بھی انتظام تھا۔ یہ پانچ سال انہوں نے نہایت تکلیف سے گذارے۔ کثرت محنت اور ردائت غذا کی وجہ سے آپ کی صحت پر ایسا اثر پڑا کہ آخر دم تک بیماری رہے۔ آپ کو کثرت بول اور دوران سر کی شکایت تھی۔ اسی مدرسہ محبوبیہ میں حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی دوستی ہوئی جو پہلے سے اونچی جماعت میں پڑھتے تھے پھر کچھ دنوں کے بعد جنس اسباق میں دونوں ہم سبق ہوگئے۔

مدرسہ محبوبیہ سے دستار بندی کے بعد وطن کو آنے کے لئے سرمایہ کی فکر ہوئی۔ ادھر اُدھر ٹیوشن کرنے لگے۔ ڈاکٹر رگھوناتھ داس جو بنگال کے رہنے والے تھے اور ریاست حیدر آباد میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے حضرت مولوی صاحب موصوف سے فارسی پڑھا کرتے تھے۔ یہ ڈاکٹر رگھوناتھ داس صاحب سر دجین نایڈو کے باپ تھے۔ کچھ عرصہ بعد شمس الامراء نواب سر عثمان جاہ کی پائیگاہ میں ملازمت ہوگئی۔ اور ضلع چنگویہ کے ایک مدرسہ میں مقرر ہوئے۔

دکن شرک و بدعت کی آماجگاہ ہے۔ تعزیہ داری، قبر پرستی، میلاد خوانی کا نام وہاں اسلام ہے۔ آپ نے اس شرک و بدعت کے خلاف قدم اٹھایا جس کے نتیجہ میں آپ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور آپ کا تبادلہ چنگویہ سے اکھیلی کو ہوگیا۔ وہاں بھی آپ کے خلاف شورش بڑھی۔ خصوصاً جبکہ عوام نے الزامات اور اتہامات کا طوفان برپا کیا۔ مولوی حسین عطاء اللہ صاحب جو سر عثمان جاہ کی پائیگاہ میں مجلس معتمدین کے میر مجلس تھے اور حضرت مولوی صاحب سے واقف اور ان پر نیک گمان رکھتے تھے۔ ان کو جب یہ رپورٹ پہنچی کہ لوگ درپے ایذا ہیں اور شورش بڑھ گئی ہے تو تحقیقات کے بہانے سے آپ کو حیدر آباد بلا لیا۔ عجیب لطیفہ یہ ہوا کہ آپ کے ایک ملاقاتی رحمت اللہ نامی نے کہا کہ کلبانی میں ایک افسر ہیں وہ کہتے ہیں کہ پنجاب میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نے ہنس کر کہا کہ بالکل فضول بات ہے۔ انہوں نے دوبارہ کہا کہ اچھا میں بیدر آباد سے آجاؤں۔ تو اس کے متعلق ایک مضمون لکھوں گا۔

جلد ہی حیدر آباد پہنچ کر آپ حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب کے گھر فروکش ہوئے۔ ایک دن حضرت میر صاحب نے حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب سے وہی بات بیان کی۔ جو رحمت اللہ صاحب نے بیان کی تھی کہ پنجاب میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ آپ نے وہی جواب دیا کہ یہ بالکل فضول بات ہے۔ ان گمراہوں کی باتوں کو نہیں سننا چاہیئے (مرحوم دینی معاملات میں نہایت سخت گیر اور جلد مشتعل ہونے والے تھے مگر دنیاوی معاملات میں بے حد سادہ (ر ح) تھے۔ پھر حضرت میر صاحب نے سمجھانے پر ازالہ اوہام دیکھنے پر رضامند ہو گئے۔ نماز عشاء کے بعد حضرت میر صاحب نے پڑھنا شروع کیا۔ اور آپ (عبد الرحیم) سنتے رہے۔ شروع شروع میں کچھ لڑتے جھگڑتے رہے مگر بعد میں بالکل چپ ہوگئے۔ اور جب

جا شنیدہ از مسیح و ز دلش سخن رود

شروع ہوا تو زار زار رونے لگے خصوصاً اس شعر پر

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ابھی ازالہ اوہام ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ لیٹے لیٹے

آپ اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے اب دیر کیا ہے حق ظاہر ہو گیا ہے۔ پیر صاحب کے سمجھانے پر کہ کچھ اور کتابیں بھی دیکھنی چاہئیں۔ چنانچہ حضرت پیر صاحب کے بتلانے پر سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد (جو بعد میں نواب رضوی کہلائے) کے پاس کتابوں کے لئے پہنچے انہوں نے (وکیل صاحب) رازداری کا پختہ عہد لے کر توضیح مرام اور فتح اسلام کی کتابیں عجیبا کر دیں۔ ان ہر دو کتب کے مطالعہ کے بعد آپ آتش بدامن تھے اور کسی کی سننے والے نہ تھے۔ حضرت پیر صاحب اور وکیل رضوی صاحب تو اُن کے ہم خیال تھے انہوں نے سید امین اللہ صاحب کو ناکا جو سونگھڑہ کے تھے اور رشتہ میں حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب کے بھائی لگتے حیدر آباد میں محکمہ پولیس میں منشی تھے۔ اور حافظ لطف اللہ صاحب وکیل کے گھر ٹیوشن کرتے تھے۔ نہایت زکی اور ذہین اور فن مناظرہ میں طاق تھے۔ فارسی عربی کی استعداد اچھی تھی۔ بقول حضرت میر صاحب یہ دونوں بھائی (حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب و حضرت مولوی امین اللہ صاحب) مرغوں کی طرح لڑا کرتے تھے۔ بالآخر مولوی امین اللہ مرحوم بھی رام ہو گئے۔ اور اس طرح میر صاحب اور مولوی سید محمد رضوی صاحب کے عقیدہ کی دبی ہوئی چنگاری بھی بھڑک اٹھی اسی اثناء میں حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب۔ مقدمہ کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ اور اُن کو باعزت اپنی جگہ پر پانچ روپیہ کی ترقی کے ساتھ واپس کر دیا گیا۔ اُس وقت سترہ یا ستر لوگوں کی بیعت کا خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا گیا تھا۔ حضرت مولوی عبد الحلیم صاحب خلف اکبر حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب کا نام بھی شامل تھا۔ اس وقت تک حیدر آباد میں جماعت قائم نہیں ہوئی تھی اور نہ حضرت میر محمد سعید صاحب وکیل نواب رضوی صاحب نے بیعت کی تھی۔ اُس وقت تک حضرت مولوی عبد الحلیم صاحب کے خیال اور اندازہ کے مطابق حیدر آباد دکن جیسے ... کی قلمرو میں صرف ایک احمدی تھا جو ... حضرت میر مردان علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ یہ بزرگ ۳۱۳ صحابہ میں شامل ہیں۔ اس سے پتہ مل سکتا ہے کہ حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب کٹکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام حیدر آباد دکن کی اشاعت احمدیت میں کیا ہے۔ یہ گویا بانی جماعت اڑیسہ اور بانی جماعت دکن بھی تھے۔ ملخص از اخبار الحکم بعنوان ... حیدر آباد میں احمدیت کی ابتدائی تاریخ از جناب ... صاحب کٹکی دیکھو اخبار الحکم جلد ۴۲ نمبر ۱۹/۲۰ صفحہ ۲ تا صفحہ ۳ مورخہ ۲۸ جون ... (سنہ ۱۹۳۹ء)

مگر تاریخ احمدیت سے پتہ چلتا ہے کہ حیدر آباد دکن کی بنیاد حضرت مولوی میر مردان علی صاحب اور حضرت مولوی ظہور علی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن کے ذریعہ پڑی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۲۸۲ نوٹ حاشیہ نمبر ۲ بحوالہ اخبار الحکم ۲۱/۲۸ مئی ۱۹۲۴ء۔

قصہ کوتاہ حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب کٹکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کے بعد ایک کتاب الدلیل المحکم علیٰ وفات مسیح ابن مریم لکھی جس کا مسودہ حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی لے کر قادیان گئے اور الحکم کے مطبع میں چھپا کر لائے۔ چنانچہ اس کے متعلق حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایڈیٹر الحکم نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا تھا۔ "الدلیل المحکم حضرت اقدس کے دعاوی کی تصدیق میں مولوی عبد الرحیم صاحب حیدر آبادی نے سوال و جواب کے طور پر لکھی ہے قابل دید اور لائق نظارہ ہے جو ہمارے مطبع میں چھپ رہی ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۰ء تک تیار ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ"۔ (ایڈیٹر) (ملاحظہ ہو اخبار الحکم مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۰ء ۴۲ جلد ۴ صفحہ ۶ کالم ۲)

اس کتاب کا چھپنا تھا کہ مخالفین کے کیمپ میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ فوراً ایک ایک جلد مولوی حسین عطاء اللہ صاحب میر مجلس کے پاس بھیج دی گئی اور کہا کہ جسے آپ نام باعمل سمجھتے تھے وہ یہ ہے۔ مولوی حسین عطاء اللہ صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ نہ کیفیت طلب کی نہ کچھ تحقیقات کی ایک دم سے معزولی کا حکم صادر فرما دیا۔ اسلئے حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب کو بلدہ حیدر آباد آنا پڑا اور رضوی صاحب کی کوشش سے وکیل مسلطان محمود کے پاس ٹیوشن مل گئی۔ خورد و نوش کے علاوہ دس روپے کمدار ملا کرتے تھے جسے آپ اپنے وطن سونگھڑہ اپنی حاجتوں کے لئے بھیجا کرتے تھے غرض یہ کہ ایک سال بڑی تنگی سے گذارا۔ ایک برس کی تگ و دو کے بعد پانچ روپے کی تخفیف کے ساتھ بلدہ کے دفتر میں تحاریر نویس مقرر ہو گئے۔ اور چھ سات سال تک بلدہ کی جماعت کے سرگرم کارکن اور گرم جوش مناظر رہے۔ حیدر آباد کی ملازمت کے بعد اپنے وطن سونگھڑہ ضلع کٹک کو اب کی بار جو واپس آئے تو پھر واپسی کا نام نہیں لیا۔ ملخص از اخبار الحکم جلد ۴۲ نمبر ۱۹-۲۰۔

واضح ہو کہ بلدہ حیدر آباد کے زمانہ قیام میں جب آپ ۱۹۰۰ء میں اپنے دوستوں کے احمدیت میں داخل ہو گئے تو اس وقت آپ کا مقدمہ بھی فیصلہ ہو گیا اور آپ کو پانچ روپیہ کی ترقی کے ساتھ دوبارہ اپنی جگہ یعنی چنگوپہ کو واپس کر دیا گیا تھا تو وہاں یعنی چنگوپہ میں بھی آپ کی مساعی جمیلہ سے اکہتر (۷۱) احباب نے بیعت کی تھی جس کا پتہ اس خط سے چلتا ہے جس خط کو آپ (مولوی عبد الرحیم) نے احباب سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اُڑیسہ کے اقرار نامہ بیعت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں لکھا تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

اب میں تاریخ کے اس مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں سے اڑیسہ میں احمدیت کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔ شاید مولوی سید عبد الرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا ہو گا کہ اب اس نور سے جو مجھے ملا ہے اپنے ہم وطنوں کو بھی منور کرنا چاہیئے۔ غالباً ۱۸۹۹ء (۱۸۹۹) کے آخر میں یا ۱۹۰۰ء کے شروع میں آپ اپنے وطن سونگھڑہ تشریف لائے اور ۳ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ ہجری جمعہ کے دن جو اس رمضان کا پہلا جمعہ تھا آپ نے تقریر کی چونکہ آپ کی نیکی تقویٰ طہارت اور تبحر علمی کا اتنا اثر تھا کہ اس تقریر کے سنتے ہی پانچ سو سے زیادہ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور اس طرح ۳ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ ہجری مطابق ۷ جنوری ۱۹۰۰ء کو اڑیسہ میں احمدیت کی بنیاد پڑ گئی۔ الحمد للہ۔

اس کی تصدیق حضرت مولوی صاحب موصوف کے اسی خط سے ہوتی ہے جس کو آپ نے احباب سونگھڑہ کے اقرار نامہ بیعت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں "گذارش" کے عنوان کے ساتھ لکھا تھا۔ اور جسے حضرت عرفانی کبیر ایڈیٹر الحکم نے اپنے مختصر نوٹ کے ساتھ زیر عنوان "بیعت امام علیہ السلام" اخبار "الحکم" میں شائع کیا تھا۔ اسے من و عن درج ذیل کیا گیا۔

"بیعت امام علیہ السلام"

"اکتوبر ۹۹ء سے یہ مقرر کیا گیا ہے کہ ہر ایک ہفتہ میں جس قدر نئے لوگ حضرت امام علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوں گے اُن کے نام درج اخبار الحکم کر دیئے جائیں۔ چنانچہ یہ قاعدہ جاری ہے اب اس رمضان المبارک میں پانسو سے زیادہ نے شرف بیعت حضرت اقدس سے حاصل کیا ہے۔ لہذا ان کے نام مع ان کے بیان کے درج کئے جاتے ہیں اور پہلے ایک خط مولوی سید عبد الرحیم صاحب کا جن کے وسیلے سے یہ سب لوگ داخل بیعت ہوئے ہیں لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے:-

"گذارش"

حاضر اوقات بندہ اثیم سید عبد الرحیم کٹکی نزیل حیدر آباد حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابرکت خدمت میں بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض ہے کہ رمضان اولیٰ میں ان لوگوں نے بطیب نفس اس عاجز کی تقریر پر بیعت کے لئے آمادگی ظاہر کی اگرچہ اس عاجز کی تحریک پر اہل چنگوپہ ضلع حیدر آباد دکن کے ۷۱ مسلمان شرف بیعت سے مشرف ہوئے مگر یہاں کے لوگوں کے دلی جوش و مسرت کا اظہار احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ اکثر لوگ احوال حضرت اقدس سن کر زار زار روتے ہیں اور ملاقات کے لئے ایک "طپش" ان میں پائی جاتی ہے۔ غالباً چند آدمی عرصہ قریب میں شرف ملازمت و مکالمت سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ یقیناً یہ جوش حضرت اقدس کی توجہ و دعا کا ثمرہ ہے۔ آئندہ جمعہ میں دوسرے محلوں کے لوگ جس قدر بیعت کے لئے مستعد ہوں گے اس کی ایک علیٰحدہ فہرست پیش خدمت ہو گی۔ ان لوگوں کی کمال ... ہے کہ قبول بیعت کا مژدہ زبان مبارک سے سنیں۔ حضرت کی بندہ نوازی و کریمانہ ادعیات سے یہی اُمید قوی ہے حضرت کا خادم اثیم سید عبد الرحیم ضلع کٹک بنگال۔ پوسٹ آفس صالح پور موضع کو سمبی (غالباً اُس زمانہ میں سونگھڑہ کا پوسٹ آفس صالح پور اور صوبہ بنگال ہوگا)

منقول از الحکم ۴۶ جلد ۴ ۱۲ جنوری ۱۹۰۰ء۔ (باقی آئندہ)

دُعائے مغفرت

مورخہ ۱۰ رامان (مارچ) کو خاکسار کا نوزائیدہ بچہ بقضائے الٰہی فوت ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مقامی احباب بچے کی تدفین کے لئے نعش مقامی قبرستان لے گئے مگر شر پسند مسلمانوں کے ایک مشتعل ہجوم نے تدفین سے روک دیا۔ اسپر بچے کو ایک دوست کی زمین میں دفن کر دیا گیا۔ بزرگان اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کی والدہ اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے نیز جماعت کو ہر قسم کے فتنہ شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

خاکسار

امام حسین صدر جماعت احمدیہ

نندگڑہ (میسور)

فہرست وعدہ کنندگان

جماعتہائے احمدیہ کشمیر برائے مسجد احمدیہ سرینگر

ذیل میں ان مخلصین احباب کی فہرست دی جاتی ہے جنہوں نے خانہ خدا کی تعمیر (مسجد احمدیہ سرینگر) کے لئے چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مالی قربانی کو قبول فرمائے اور مزید بڑھ چڑھ کر قربانیوں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کو جلد سے جلد ادائیگی کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے تحریک کا باعث بنائے اور اپنے بے شمار فضلوں کا وارث بنائے اور ابدی راحتیں نصیب فرمائے۔ آمین۔

امید ہے کہ دوسرے بھائی بھی نیکی میں اپنے ان بھائیوں کی جلد تقلید فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نمبر شمار	نام	وعدہ
۱	مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب	۱۰۰/-
۲	؍؍ مظفر احمد صاحب	۳۶۶/-
۳	؍؍ ڈاکٹر شوکت احمد صاحب	۳۵۰/-
۴	؍؍ ؍؍ محمد اقبال صاحب	۲۵۰/-
۵	؍؍ ؍؍ عبد السلام صاحب	۲۰۰/-
۶	؍؍ ڈاکٹر مظفر احمد صاحب	۲۰۰/-
۷	؍؍ اکرام الہیٰ صاحب	۱۵۰/-
۸	؍؍ محمد سلطان صاحب	۱۰۰/-
۹	؍؍ مبارک احمد صاحب	۱۰۰/-
۱۰	؍؍ مبارک احمد انجینئر صاحب	۱۰۰/-
۱۱	؍؍ عبد السلام صاحب زریشی	۱۰۰/-
۱۲	مکرمہ اہلیہ عبد السلام صاحب	۵۰/-
۱۳	مکرم رفیق احمد صاحب نائیک	۱۰۰
۱۴	؍؍ خواجہ عبد العزیز صاحب	۱۰۰/-
۱۵	؍؍ غلام احمد صاحب گلکار	۵۰/-
۱۶	؍؍ عبد الحمید صاحب	۵۰/-
۱۷	؍؍ ڈاکٹر محمود احمد صاحب	۳۵۰/-
۱۸	؍؍ احمد اللہ صاحب	۲۰/-
۱۹	؍؍ عبد الرشید صاحب ارشاد	۴۰/-
۲۰	؍؍ مولوی غلام نبی صاحب فاضل	۱۰۰/-
	میزان	۲۰۸۰/-

نوٹ: سرینگر سے ابھی بعض دوستوں نے وعدے نہیں کئے۔ کیونکہ مستقر میں نہیں امید ہے کہ چار ہزار تک وعدہ جات پہنچ جائیں گے۔

جماعت احمدیہ ہاری پاری گام

۱	مکرم مرحوم خواجہ غلام احمد صاحب صدر جماعت	۲۰۰/-
۲	؍؍ محمد شعبان صاحب راتھر	۱۰۰/-
۳	؍؍ مقبول احمد صاحب راتھر	۱۰۰/-
۴	؍؍ خواجہ محمد خضر صاحب راتھر	۳۰۰/-
۵	؍؍ اسد اللہ صاحب راتھر	۱۰۰/-
۶	؍؍ ستار اللہ صاحب بٹ	۱۰۰/-
۷	؍؍ غلام محی الدین صاحب آغا	۲۵/-
۸	؍؍ ثناء اللہ صاحب شیخ	۲۵/-
۹	؍؍ گل محمد صاحب بٹ	۲۰/-
۱۰	؍؍ غلام محمد صاحب گنائی	۲۵/-
۱۱	؍؍ محمد سبحان صاحب ڈار	۱۵/-
۱۲	؍؍ غلام محمد صاحب میر	۱۵/-
۱۳	؍؍ محمد اسمٰعیل صاحب بٹ	۱۵/-
۱۴	؍؍ محمد رمضان صاحب بٹ	۱۰/-
۱۵	؍؍ عبد الخالق صاحب بٹ	۵/-
۱۶	؍؍ علی محمد صاحب گنائی	۵/-
	کل میزان	۱۰۶۰

دعائے مغفرت

(۱) میرے والد محترم مورخہ ۱۷ ماہ تبلیغ (فروری) ۱۳۵۰ ہش کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک مخلص احمدی تھے۔ بوقتِ وفات ۹۰ سال کی عمر تھی۔ جملہ احباب اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار عبد الحق خان سیکرٹری امور عامہ کیرنگ (اڑیسہ)

(۲) خاکسار کے والد بزرگوار مکرم کرم الہیٰ صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۲۳ ماہ تبلیغ (فروری) بروز منگل بوقت تین بجے صبح اپنے مالک حقیقی سے جا ملے محترم والد صاحب مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور فدائی احمدی تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور بلندیٔ درجات سے نوازے۔ نیز ہم پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

خاکسار رحمت اللہ مولوی فاضل، محلہ رضا آباد (لائلپور شہر)

وصیت

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو ایک ماہ کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کریں۔ — سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۸۰۔ مسماۃ حق بی بی زوجہ محمد لطف الرحمٰن صاحب قوم شیخ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۹ سال پیدائشی احمدی ساکن پیکال ڈاک خانہ نیا پٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ جائیداد مندرجہ ذیل ہے:-

(۱) حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۱۰۰۰/- روپے (۲) سونے کے زیورات ایک تولہ قیمتی ۲۰۰/- روپیہ (۳) چاندی کے زیورات چالیس تولہ قیمتی ۲۴۰/- روپیہ ۶ روپے فی تولہ (۴) کھانے پینے کے برتن قیمت ۸۴/- روپیہ کل میزان ۱۵۲۴/- روپیہ ہیں۔ اس قدر جائیداد جس کی قیمت ۱۵۲۴/- روپیہ ہے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میری جائیداد مزید ہوگی۔ تو میں اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہوں گی اور کوشش کروں گی۔ کہ کسی طرح میری زندگی میں حصہ جائیداد ادا کر دوں۔

الامۃ حق بی بی (نشان انگوٹھا)

گواہ شد جمعہ خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پیکال۔ گواہ شد جلال الدین نزیل پیکال انسپکٹر بیت المال۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواستہائے دعاء

✱ — یہاں سے ایک احمدی بھائی مکرم بشارت احمد خان صاحب کناڈا سے اپنے لئے اور اپنے خاندان کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ایک لمبے عرصہ سے پورا خاندان مختلف قسم کے مصائب و مشکلات کے دور سے گذر رہا ہے۔ میں احباب جماعت کی خدمت اس خاندان کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان پر اپنا فضل فرمائے۔ اور لمبے مصائب کے دور کو اپنے فضل و رحم سے دور فرما دے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل بڑا وسیع ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

✱ — مکرم مولوی عبد الباسط صاحب سلواہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ غیر احمدی لوگ ان کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا فرمائی جائے۔ کہ ان کو اللہ تعالیٰ دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور ان کی مخالفت اور ریشہ دوانیوں سے نجات دے۔ آمین۔

محترم مولوی صاحب نے اس امر کا بھی وعدہ فرمایا ہے کہ یہ مخالفت کے فرو ہونے اور امن و امان میسر آنے پر بچیس روپیہ نشر و اشاعت میں روانہ کروں گا۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سکون و اطمینان سے خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

✱ — خاکسار نے امسال فسٹ ایئر ٹی۔ ڈی۔ سی کا امتحان دیا ہے۔ جملہ بزرگان و احبابِ جماعت کی خدمت میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار بشیر احمد متریہ گنی پورہ کوناگام (کشمیر)

✱ — خاکسار ایف کورس کا امتحان دے چکا ہے۔ نمایاں کامیابی کے حصول کے لئے جملہ احباب و بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔

خاکسار سید بشارت احمد بشارت ساکن ہیپی بہاڑہ (کشمیر)

✱ — خاکسار کا نوزائیدہ بچہ شروع ہی سے بیمار اور کمزور چلا آ رہا ہے۔ بچے کی کامل شفایابی اور جسمانی صحت کے لئے جملہ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار فتح محمد نانبائی درویش قادیان

اخبار بدر کی اعانت ہر احمدی کا فرض ہے

یکم اپریل 1971

نتیجہ امتحان اسلامی اصول کی فلاسفی (بقیہ حصّہ)

نظارت ہٰذا کی طرف سے ہر سال تربیتی۔ تعلیمی اور تبلیغی اغراض کے پیشِ نظر کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امتحان لیا جاتا ہے۔ امسال بھی حسبِ سابق ۸ نبوت ۱۳۴۹ ہش بمطابق ۸ نومبر ۱۹۷۰ء بروز اتوار کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے بقیہ سوالات کا امتحان لیا گیا تھا جس میں ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے ایک سو اکیس ۱۲۱ ممبران نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

اس امتحان میں مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب سکندرآباد نے ۹۵/۱۰۰ نمبر حاصل کر کے اوّل مکرم رشید احمد صاحب سونگھڑہ اور مکرمہ صدیقہ الہ دین صاحبہ سکندرآباد نے ۷۵/۱۰۰ نمبر حاصل کر کے ہردو نے دوم۔ مکرم سید ظفر احمد صاحب کلکتہ نے ۷۲/۱۰۰ نمبر حاصل کر کے سوم اور مکرمہ شکیلہ اختر صاحبہ کلکتہ نے ۷۰/۱۰۰ نمبر حاصل کر کے چہارم پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو مبارک کرے اور اُن کی یہ کامیابی آئندہ بے شمار کامرانیوں کا پیش خیمہ بنائے آمین۔

ذیل میں کامیاب ہونے والے احباب کے نام اور حاصل کردہ نمبر درج کئے جا رہے ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نام	نمبر حاصل کردہ	نام	نمبر حاصل کردہ
قادیان		۲۹۔ مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب	۴۳
۱۔ مکرم مظفر احمد صاحب امروہوی	۴۷	۳۰۔ " نہر الدین صاحب	۳۷
۲۔ " بشارت احمد صاحب محمود	۵۰	۳۱۔ " سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب	۳۵
۳۔ " یونس احمد صاحب بہاری	۳۴	**حیدرآباد**	
۴۔ " قمر الہدیٰ صاحب	۳۳	۳۲۔ " سید رفیع احمد صاحب	۵۱
۵۔ " محمد یوسف الدین منصور احمد	۳۶	۳۳۔ " عبد الحمید صاحب	۵۵
۶۔ " شکیل احمد صاحب طاہر	۵۱	۳۴۔ " احمد عبد الرشید صاحب	۴۰
۷۔ " سید نصیر الدین صاحب	۲۶	۳۵۔ " محمد شمس الدین صاحب	۴۰
۸۔ " مظفر احمد صاحب یادگیری	۴۰	۳۶۔ " رضیہ صلاح الدین صاحب	۵۶
۹۔ " عنایت اللہ صاحب	۵۰	۳۷۔ " سید مشتاق احمد صاحب	۴۳
۱۰۔ " منیر احمد صاحب خادم	۴۰	۳۸۔ مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ	۶۱
۱۱۔ " محمد عمر صاحب تیماپوری	[illegible]	۳۹۔ " محمودہ بیگم صاحبہ	۵۸
۱۲۔ " محمد ایوب صاحب	[illegible]	۴۰۔ " امۃ القیوم صاحبہ	۵۱
۱۳۔ " سعادت احمد صاحب	[illegible]	۴۱۔ مکرم مرزا انور اللہ بیگ صاحب	۴۰
۱۴۔ " محمد حمید صاحب کوثر	۵۷	**موسی بنی مائنز**	
۱۵۔ " نور الاسلام صاحب	۴۳	۴۲۔ " مبارک احمد خان صاحب	۳۴
۱۶۔ " ظہیر احمد صاحب خادم	۴۴	۴۳۔ " منور احمد خان صاحب	۴۰
۱۷۔ " عبد المومن صاحب	۴۸	۴۴۔ " شیخ فیروز احمد خان صاحب	۴۰
۱۸۔ " محمد یوسف صاحب بٹ	۳۳	۴۵۔ " احمد خان صاحب	۳۵
۱۹۔ " محمد ابو الوفا صاحب	۵۰	۴۶۔ " شیخ ہمدم صاحب	۳۵
۲۰۔ " محمد مقبول صاحب کشمیری	۲۳	۴۷۔ " شیخ نعمان صاحب	۲۳
۲۱۔ " سی محمد صاحب فاروقی	۳۷	۴۸۔ " شرافت احمد خان صاحب	۳۲
بمبئی		۴۹۔ " جلال احمد خان صاحب	۳۸
۲۲۔ " [illegible] پرویز صاحب	۶۵	۵۰۔ " شکیل احمد خان صاحب	۳۶
۲۳۔ " [illegible] محمد صاحب	۵۶	۵۱۔ " عابد خان صاحب	۳۶
۲۴۔ " [illegible] معین الدین صاحب	۴۱	۵۲۔ " شیخ مبارک احمد صاحب	۳۶
[illegible] آباد		۵۳۔ " محمد حکیم صاحب	۳۶
[illegible] اوّل	۹۵	۵۴۔ " خلیل احمد خان صاحب	۳۳
[illegible] صاحبہ دوم	۷۵	**کلکتہ**	
[illegible]	[illegible]	[illegible] شمیم صاحب	۳۲
[illegible]		[illegible] علی صاحب	۴۰

نام	نمبر حاصل کردہ	نام	نمبر حاصل کردہ
۵۷۔ مکرم سید ظفر احمد صاحب سوم	۷۲	۸۴۔ مکرم فضل الرحمن خان صاحب	۳۵
۵۸۔ مکرمہ شکیلہ اختر صاحبہ چہارم	۷۰	**بھبنیشور**	
۵۹۔ مکرم نصیر احمد صاحب	۴۰	۸۵۔ " مقصود احمد صاحب	۵۲
جمشید پور		**کیرنگ**	
۶۰۔ مکرم عبد المجید صاحب	۴۰	۸۶۔ " شمیم احمد صاحب	۶۰
۶۱۔ " محمد سلیمان صاحب	۳۶	۸۷۔ " منور احمد خان صاحب	۵۲
۶۲۔ " خورشید احمد صاحب	۳۸	۸۸۔ " منظور احمد خان صاحب	۵۸
۶۳۔ " سید حمید الدین صاحب	۴۶	۸۹۔ " مظفر احمد صاحب	۵۲
شورت		۹۰۔ " تجمّل علی صاحب	۷۳
۶۴۔ " عبد العزیز صاحب لون	۳۳	۹۱۔ " عبد الحلیم خان صاحب	۴۵
۶۵۔ " ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب۔	۴۶	۹۲۔ " شیخ ضیاء الرحمن صاحب	۳۹
۶۶۔ " محمد عبد اللہ صاحب ڈار۔	۵۲	۹۳۔ " منظور حسین صاحب	۵۸
بھدرک		۹۴۔ " شیخ عزیز احمد صاحب	۳۶
۶۷۔ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ	۴۷	۹۵۔ " منظور احمد صاحب	۵۲
۶۸۔ " صالحہ خاتون صاحبہ	۵۰	**کٹک**	
۶۹۔ " مبارکہ بیگم صاحبہ	۳۹	۹۶۔ " خالد احمد صاحب	۶۰
۷۰۔ " طیبہ خاتون صاحبہ	۵۴	۹۷۔ " طارق احمد صاحب	۶۵
۷۱۔ " کبریٰ خاتون صاحبہ	۵۰	۹۸۔ " سید طاہر احمد صاحب	۵۰
۷۲۔ " قانتہ بیگم صاحبہ	۳۳	۹۹۔ " ظہیر الدین صاحب	۵۰
۷۳۔ " قدسیہ سلطانہ صاحبہ	۵۱	۱۰۰۔ " سید شکیل الرحمن صاحب	۵۰
۷۴۔ مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب	۴۷	**کوڈیاتھور**	
۷۵۔ " رفیق احمد صاحب	۶۵	۱۰۱۔ " عبد اللہ صاحب	۶۶
۷۶۔ " شیخ عبد الاحد صاحب	۳۸	۱۰۲۔ " یو۔ ابوبکر صاحب	۶۸
۷۷۔ " عبد القادر صاحب	۳۴	**شموگہ**	
سونگھڑہ		۱۰۳۔ " ایس۔ کے اختر حسین صاحب	۶۹
۷۸۔ " سید فرید الدین صاحب	۵۷	۱۰۴۔ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ	۳۵
۷۹۔ مکرمہ سیدہ زکیہ پروین صاحبہ	۵۱	۱۰۵۔ " امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ	۵۰
۸۰۔ مکرم سید تقی الدین صاحب	۴۴	**بنگلور**	
۸۱۔ " سید رشید احمد صاحب دوم	۷۵	۱۰۶۔ " نثار احمد صاحب	۳۳
۸۲۔ " سید صفی الباری صاحب	۶۳	**نندگڑھ**	
چودوار			
۸۳۔ " شمس الحق خان صاحب	۵۰	۱۰۷۔ مکرم محمد عبد الکریم صاحب	۵۲

دورہ مکرم مولوی سیّد بدر الدین احمد صاحب

انسپکٹر وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

مکرم مولوی سیّد بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید ۳ اپریل کو صوبہ یو۔پی۔ بہار۔ بنگال۔ مدھیہ پردیش۔ اور اُڑیسہ کی جماعتوں میں وقفِ جدید کے چندوں کی وصولی و وعدہ جات میں اضافہ کی غرض سے رُوڑکی کی جماعت سے دورہ شروع کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران، امراء اور صدر صاحبان و سیکرٹریان مال و احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعاون پیش فرما کر عِنْدَ اللہ ماجُور ہوں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

وقفِ جدید کے سلسلہ میں

جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند کی طرف سے اخلاص و قربانی کا بہترین مظاہرہ

چودہ ہزار روپے کے قریب نقد وصولی اور ۲۳ ہزار کے مزید وعدے

مکرم مولوی سید بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید کو مالی دَورہ پر جنوبی ہند کی جماعتوں میں وصولی چندہ جات وقفِ جدید ۱۹۷۰ء اور حصول وعدہ جات ۱۹۷۱ء کے وعدوں کے سلسلہ میں بھجوایا گیا تھا۔ موصوف نے تقریباً ۴۰ جماعتوں کا دورہ کرکے قریباً چودہ ہزار روپے کی نقد وصولی کی اور نئے سال کے لئے ۲۳ ہزار روپے کے وعدے حاصل کئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مَیں اُن جماعتوں اور دوستوں کے جذبۂ قربانی کو دیکھتے ہوئے دعاؤں کا جوش اپنے دِل میں پاتا ہوں۔ تمام عہدیداران اور احبابِ جماعت و معلّمین و مبلّغین کرام شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنا تعاون دیکر وقفِ جدید کے دورۂ جنوبی ہند کو بفضلہٖ تعالےٰ کامیاب بنایا فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مکرم ایم۔ ایس بشیر احمد صاحب مدراس۔ مولوی یو ابوبکر صاحب معلم۔ مکرم این محمود احمد صاحب کینانور بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کی تقریروں کا ترجمہ ساتھ ساتھ کیا۔ جزاہم اللہ۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں جماعت وار فہرستِ وصولی اور وعدہ جات بغرضِ دُعا ارسال کی گئی ہے۔

پس قارئینِ کرام سے بھی درخواست ہے کہ ان احبابِ کرام کے لئے دُعا فرمادیں جنہوں نے وقفِ جدید کے لئے تعاون کرتے ہوئے اپنے وعدوں میں اضافہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو وعدوں کے مطابق ادائیگی کی توفیق بخشے۔ اور ان کے اموال و نفوس میں بہت زیادہ برکت دے آمین۔

نوٹ:۔ سیکرٹری صاحبان مال فوری متوجہ ہوں کہ وصول شُدہ رقوم مکرم محاسب صاحب کے نام مَد وقفِ جدید میں فوری طور پر بھجوادیں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

فہرست معاونین وقفِ جدید جنوبی ہند سنہ ۱۹۷۱ء

اسمائے گرامی	نام جماعت	وعدہ سابقہ	وعدہ سالِ حال
مکرم ایم۔ عبید اللہ صاحب	مرکرہ	۱۶-۰۰	۱۰۰-۰۰
" بی۔ ایم۔ عبدالجلیل صاحب	پینگاڈی	۵۰-۰۰	۱۰۰-۰۰
" بی۔ عبدالحمید صاحب بائن	"	۶-۰۰	۱۰۰-۰۰
" مرزا شریف احمد بیگ صاحب بمعہ اہل وعیال	حیدرآباد	۳۶-۰۰	۱۰۰-۰۰
" فضل اللہ صاحب	بنگلور	۶-۰۰	۱۰۱-۰۰
" محمد عرفان صاحب	"	—	۱۰۰-۰۰

فہرست وعدہ جات و وصولی جنوبی ہند

نام جماعت	وصولی	وعدہ جات	نام جماعت	وصولی	وعدہ جات
بمبئی	۱۶۹-۰۰	۳۶۱-۰۰	کرنول	۳۵۰-۰۰	۴۴۱-۰۰
ساونت واڑی	۳۱۱-۰۰	۳۰۶-۰۰	چنتہ کنٹہ	۱۲۳۴-۵۰	۲۱۷۸-۰۰
بلگام	-	۲۴-۰۰	وڈمان	۸۳-۰۰	۱۷۸-۰۰
نندگڑھ	۱۱۲-۰۰	۱۱۳-۰۰	اڈنگور	۸۱-۲۵	۱۶۰-۰۰
گندھی گواڑ	-	۱۵-۰۰	دیودرگ	۷۱-۰۰	۱۱۲-۰۰
لونڈا	۶۰-۰۰	۷۴-۰۰	تیماپور	۸۸-۰۰	۱۹۶-۰۰
ہبلی	۵۶-۵۰	۸۰-۰۰	شوراپور	۱۰-۰۰	۳۰-۰۰
سورب	۸۷-۰۰	۱۵۴-۰۰	یادگیر	۳۴۲۲-۰۰	۶۲۱۷-۵۰
ساگر	۶۶-۰۰	۹۰-۰۰	چنداپور	۳۹-۰۰	۹۶-۰۰
شموگہ	-	۲۰۴-۰۰	ظہیرآباد	۵۰-۰۰	۵۷-۵۰
بنگلور	۴۶۵-۰۰	۷۹۸-۰۰	حیدرآباد	۳۴۳۸-۰۰	۴۲۹۶-۰۰

نام جماعت	وصولی	وعدہ جات	نام جماعت	وصولی	وعدہ جات
مدراس	۷۶۲-۰۰	۱۰۶۱-۰۰	کوڈیاتھور	۲۲۳-۰۰	۵۳۰-۰۰
کروناگاپلی	۸۹-۰۰	۷۳۸-۰۰	ٹیلی چری	-	۱۵-۰۰
منارگھاٹ	۲۷۶-۰۰	۲۷۷-۰۰	بڑاگرا	۱۲-۰۰	۱۸-۰۰
کالیکٹ	۶۳۹-۲۵	۹۱۴-۰۰	کوڈالی	۹۷-۰۰	۲۳۷-۷۵
آدی ناڈ	۱۰-۰۰	۵۷-۰۰	کینانور	۷۷-۰۰	۲۱۲-۰۰
ایرناکولم	-	۱۲-۰۰	موگرال	۳۹۷-۰۰	۴۷۷-۰۰
آٹراپورم	-	۱۲۰-۰۰	مرکرہ	۱۴۰-۰۰	۱۸۹-۰۰
الانلور	۴۶-۰۰	۴۵-۰۰	پینگاڈی	۵۸۳-۵۰	۱۱۳۱-۰۰
پتہ پریم	۳۲۹-۰۰	۱۶۱-۰۰	سکندرآباد	-	۴۷۶-۰۰
کیرولائی	۲۲۴-۰۰	۲۵۸-۰۰			
			کل میزان	۱۴۳۰۱۲-۰۰	۲۳۲۱۰-۷۸

پادری عبدالحق صاحب کے مسیحی ہونے کی حقیقت

بقیہ صفحہ (۶)

بہرحال اعمال نجات کے لئے صرف بطور شرط ہیں۔ وہ نجات کے لئے لازم نہیں۔ دار و مدار نجات و فلاح کا صرف خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ مگر اعمالِ صالحہ بے کار نہیں اور نہ اُن کی طرف سے غفلت برتی جاسکتی ہے۔

مگر پولوس و پادری صاحبان شریعت پر عمل کرنے اور خدا تعالیٰ کے عملاً شکر گزار بندے بننے کے بغیر اور مادر پدر آزاد رہ کر اس کے حکم و مرضی کے خلاف چل کر "مفت" میں خدا کے فضل کے حقدار بنا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح وہ خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت و قانونِ شریعت و سلسلۂ انبیاء و صحفِ سماوی کو ردّی، لغو، فضول اور بے کار و بے فائدہ قرار دے کر خدا تعالیٰ کی ذاتِ پاک پر خطرناک حملہ کے مرتکب ہورہے ہیں۔ اور کفّارہ پر دار و مدار رکھ کر ساتھ کے ساتھ خدا تعالےٰ کی متواتر گرفتوں و سزاؤں کے باوجود جھوٹی و وہمی معافی کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے آپ کو اور دوسروں کو غیر شعوری طور پر دھوکہ میں ڈال رہے ہیں۔ اس بارہ میں ہم نے سابقہ مضمون میں "مفت" اور "شریعت کے بغیر" فضل کی اُمید سے متعلق پولوس کے تین حوالے پیش کئے تھے۔ مگر مدیر "ھُما" نے اس پر یہ کہہ دیا کہ "یہ سراسر دروغ بیانی ہے۔ پولوس کا یہ مطلب ہرگز نہیں"۔ جب جواب نہ آیا تو غصّہ و دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے گالیاں دے دیں۔ مگر مسئلہ تو اپنی جگہ قائم رہا۔

اعلانِ نکاح

مورخہ ۶ر تبلیغ (فروری) کو بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیرِ مقامی نے مکرم مجید احمد صاحب ولد مکرم سیٹھ حبیب[illegible] صاحب سکنہ حیدرآباد کا نکاح حلیمہ بانو صاحبہ بنت مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب آف بدرواہ کے ہمراہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ مکرم مجید احمد صاحب کی طرف سے مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب معاون ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان نے اور حلیمہ بانو صاحبہ کی طرف سے محترم حضرت امیر صاحب نے وکالت کے فرائض انجام دیئے احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔ اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

سے صحابہ کرامؓ نے ایک نیا اور زندہ ایمان پایا۔ جس کے نتیجہ میں دیکھتے ہی دیکھتے ایسا بینظیر رُوحانی انقلاب آیا جسے دُنیا ہمیشہ ہی یاد رکھے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت امام مہدی کے زمانہ میں بھی اسی قسم کے حالات کا دُنیا پر ظہور مقدّر تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ جماعت احمدیہ اس کا عملی نمونہ پیش کررہی ہے۔ اب یہ کام ہر ہوشمند سچے مسلمان کا ہے کہ وہ وقت کی نزاکت کو پہچانے اور آسمانی تقدیر سے لڑائی چھوڑ دے اور اُس جماعت میں شامل ہوکر خدمت و اشاعتِ اسلام کے کام میں حصّہ دار بن جائے، جو اس کام میں دیگر اسلامی فرقوں سے نمایاں امتیاز رکھتی ہے — !!

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ۔

بیس امریکن طلباء کی قادیان میں آمد

مقاماتِ مقدسہ کی زیارت اور اسلام و سلسلہ کی تعلیمات کی مؤثر تبلیغ

قادیان ۱۵ رمارچ۔ آج بعد دوپہر سوا تین بجے بیس امریکن طلباء کی ایک پارٹی اپنے ٹیچرز کی قیادت میں قادیان کی زیارت کے لئے اپنی سفری کاروں پر آئی جو گیارہ لڑکیوں اور نو لڑکوں پر مشتمل تھی۔ اور اُن کے ہمراہ بیرنگ کالج بٹالہ کے تین پروفیسر بھی تھے۔ پارٹی کو مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرانے کے فرائض مکرم جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجزؔ ناظر جائداد نے ادا کئے۔

چونکہ پارٹی کے ممبران صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے یہاں آئے تھے اس لئے انہیں پہلے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔ سوائے تین لیڈرز کے باقی تمام منارۃ المسیح پر چڑھے۔ بعض نے فوٹو لیں۔ منارۃ المسیح کی تعمیر، مسجد کی توسیع اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کے مزار اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے متعلق بتایا گیا جس کے بعد تمام پارٹی مسجد مبارک، بیت الفکر اور بیت الدعاء کی طرف آئی۔ اور پارٹی کے افراد کو بتایا گیا کہ یہ وہ مقدس مقامات ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص دعائیں کیں اور ۸۵ کتابیں تحریر کیں اور ہمارے اعتقاد کے مطابق یہاں خلوصِ دل سے کی گئی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر تمام افرادِ پارٹی بہشتی مقبرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اپنے آدمیوں میں سے محترم منظور احمد صاحب سوزؔ، مکرم چوہدری سعید احمد صاحب، مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی پارٹی کے ساتھ تھے۔ اور ہر ایک دو تین افراد کو حسبِ موقعہ کچھ بتا رہا تھا۔

بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزار مبارک۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بتایا گیا۔ اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف رضؓ کی شہادت کے واقعہ کی وضاحت کی گئی۔ بہشتی مقبرہ کا مطلب اور مقصد ۱/۱۰ حصہ آمد چندہ اور چار دیواری پختہ کی تعمیر کے متعلق گفتگو ہوئی۔

اس کے بعد تمام افراد پارٹی مہمان خانہ میں تشریف لائے جہاں ہر ایک کو ایک ایک تبلیغی لٹریچر کا پیکٹ دیتے ہوئے ان کا نام اور پتہ ریکارڈ کیا گیا۔ ہر سہ پارٹی لیڈر کو دو تین زائد کتب دی گئیں نیز اکتوبر ۶۹ء میں جو امریکن افراد کی پارٹی کو ایڈریس پیش کیا گیا تھا ہر ایک پارٹی لیڈر کو اس کی ایک ایک کاپی پیش کی گئی اور کچھ مزید کاپیاں طلباء کے لئے دی گئیں۔

اِن امریکن مہمانوں کو تبلیغی معلومات بہم پہنچانے کی غرض سے مختصر سی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہُوا۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجزؔ نے مہمانانِ کرام کو خوش آمدید کہا۔ مرکز قادیان کی رُوحانی اہمیت اور مرکزیت پر روشنی ڈالی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور تعلیم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جماعت احمدیہ کے عقائد۔ بیرونی ممالک میں جماعت کے مشن۔ مساجد کی تعمیر مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الفاظ میں حضور اقدس علیہ السلام کے آنے کی غرض واضح کی گئی۔ پیشوایانِ مذاہب کی تعلیم کے تعلق میں جماعت کے صلح کن نظریہ کا ذکر کیا۔ جماعت احمدیہ کے انتظامی ڈھانچہ میں روحانی نظامِ خلافت کی سرپرستی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان، چندہ جات اور وقفِ زندگی کی تحریک کے متعلق مختصر اشارہ کیا گیا۔

مکرم عاجزؔ صاحب کے بعد امریکن پارٹی کی طرف سے پارٹی کی ایک لیڈر نے کھڑے ہو کر ہندوستان میں اپنے ٹور کا پروگرام مختصر الفاظ میں بیان کر کے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور بیان کیا کہ یہاں آکر بھی ہمیں اپنی معلومات میں اضافہ کا موقعہ ملا ہے جس کے لئے ہم جماعتِ احمدیہ کے ممنون ہیں۔ اور جن مہمان نوازی کے جذبات سے ہم کو خوش آمدید کہا ہے ہم اس سے بھی متاثر ہیں۔

اِس تقریب کے بعد پارٹی کے جملہ افراد کی چائے بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ اس طرح امریکن طلباء کی یہ پارٹی قریباً پونے پانچ بجے شام واپس روانہ ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تقریب کے بہتر اور خوشکن نتائج پیدا کرے اور سعید ارواح اسلام و احمدیت کے نور سے منور ہوں۔ آمین۔

ضروری اعلان برائے مبلغینِ کرام

مبلغین کرام کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چونکہ مالی سال کا آخر ہے ماہ اپریل کی ۷۱-۴-۱۸ تاریخ تک اپنے بل سائر بذریعہ رجسٹری نظارت میں بھجوا دیئے جائیں۔ معیّن اخراجات مثلاً کرایہ مکان۔ الاؤنس مبلغ وغیرہ سالم ماہ اپریل کے شامل کر لئے جائیں۔ وقت کے اندر بل ہائے سائر کا آنا ضروری ہے۔ بصورتِ دیگر ذمہ داری مبلغ متعلقہ پر ہوگی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ایک ضروری اعلان!

تقسیمِ ملک سے پہلے بُک ڈپو نظارت تالیف و تصنیف کے ماتحت ہوتا تھا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت تھا۔ لیکن تقسیمِ ملک کے بعد صدر انجمن احمدیہ نے بُک ڈپو کی جملہ کتب ایک فردِ واحد جناب عبدالعظیم صاحب تاجر کتب کے پاس فروخت کر دیں۔ جناب عبدالعظیم صاحب نے اس کا نام "احمدیہ بُک ڈپو" رکھا ہے۔ نظارت ہذا میں آمدہ خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض احباب جماعت کو اس کا علم نہیں۔ اور وہ اُسے باقاعدہ بک ڈپو تالیف و تصنیف ہی سمجھتے اور لکھتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ لہٰذا بذریعہ اعلانِ ھٰذا احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ احمدیہ بُک ڈپو کا نظارت دعوۃ و تبلیغ اور تالیف و تصنیف سے کوئی تعلق نہیں۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کا مطبوعہ لٹریچر قیمتاً اور بغرضِ تقسیم مفت نظارت کی لٹریچر برانچ سے مل سکتا ہے۔ لہٰذا ضرورت مند احباب لٹریچر منگواتے وقت احمدیہ بُک ڈپو اور نظارت دعوۃ و تبلیغ کی لٹریچر برانچ کے فرق کو سمجھ کر معاملہ کیا کریں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ و تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ قادیان

ضرورتِ محرّرین

صدر انجمن احمدیہ قادیان کو چند کلرکوں کی ضرورت ہے۔ ابتدائی طور پر مبلغ ۹۰/- روپے دیئے جائیں گے۔ امتحان سروس کمیشن کے بعد ۲۲۰-۶-۱۶۰-۵-۱۳۰-۴-۹۰ کے گریڈ میں فکس کر دیا جائے گا۔ مرکزِ سلسلہ میں خدمتِ دین کرنے کے خواہش مند احباب کے لئے بہترین موقعہ ہے۔ ایسے احباب جو مولوی فاضل یا میٹرک ہوں اور خدمتِ سلسلہ کا شوق رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں امراء اور صدر صاحبان کی سفارش کے ساتھ جلد از جلد نظارتِ عُلیا صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھجوا دیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE" ٹیلیفون نمبرز 23—1652 23—5222